

کرونا میں کمی اور نافذ پابندیاں ڈھیلی پڑ گئیں، پھر کیا تھا شاکرین جن کے دل حرم مبارک اور وہاں کے بے شمار شعائر کی زیارت کو ترپ رہے تھے۔ بیت اللہ شریف کے دیدار اور طواف اور دربارِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر سلام پیش کرنے کے لئے دل بھرا آیا تھا۔ ایسے لوگوں کا ایک ہجوم حرمین شریفین میں حاضر ہوا۔ نئی رونق اور چھل پہل ہو ٹلوں، بازاروں اور قیام گاہوں میں لوٹ آئی۔ حرم شریف مطاف، منی، ریاض الجنة اور مسجد نبوی علی صاحبھا الصلوٰۃ والسلام میں واردین کا ہجوم بڑھ گیا۔

اور اب ذی قعده میں جب کہ یہ سطریں سپر قلم کی جا رہی ہیں۔ خوش نصیب اور سعادت مند حاج کرام کے قافلے عالم کے کونوں کونوں سے جو قدر جو ق روانہ ہو کر وارِ حرمین شریفین ہو رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان سب لوگوں کی حاضری کو بول فرمائے، عالم اسلام بلکہ عالم انسانیت کے لئے خیر و برکات اور سعادتوں کا باعث بنائے اور ہم سب قارئین کو بھی ان سعادتوں میں شریک و شامل فرمائے۔ ان حاج کرام کی دعاؤں میں ہمیں حصہ نصیب فرمائے اور ہم لوگوں کو بھی جن کی اس سال حاضری مقدر نہیں تھی اپنی اولاد اور رفقاء کے ساتھ بار بار حاضری نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

.....☆☆☆.....

از: محمد رحمت اللہ

ابتدائیہ

خانہ خدا پر خوش نصیبوں کی حاضری

اللہ تبارک و تعالیٰ کی مشیت ہے کہ ایک غیر مرئی نظر نہ آنے والی چھوٹی سی مخلوق کی بنا پر دو سال سے کثیر تعداد میں بیت اللہ شریف کے زائرین اور شاکرین حج کی مبارک سعادت حاصل نہیں کر سکے۔ گویا اس پاک پروردگارنے اپنی قدرت کاملہ کا اظہار کیا اور یہ بتا دیا کہ اس عظیم الشان عالمی مرکز پر بھی اس قادر مطلق کی مشیت، توفیق اور نصرت کے بغیر بندہ کی حاضری نہیں ہو سکتی، اور وہ حکیم و قدیر مالک اپنی مصلحتوں کے تحت جب چاہے، جو چاہے فیصلہ لے سکتا ہے۔ وہ ایسا غنی ہے کہ کسی کا محتاج نہیں، اگر ساری کائنات عبادت کرے تو اس سے اس کی بڑائی اور عزت میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا۔ وہ غنی ہے، بے نیاز ہے، خود مختار ہے، جب چاہے جو فیصلہ لے، کسی کو اس کے فیصلوں میں نہ کوئی اختیار ہے نہ ہی دخل، نہ ہی اعتراض کا حق۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ وہ حکیم ہے اور فعل الحکیم لا یخلو عن الحکمة اپنے حکمت بھرے فیصلوں کی حکمتیوں کو وہ خود جانتا ہے۔

اس سال رمضان المبارک ۱۴۴۳ھ سے کچھ ہی قبل اچانک عالمی وبا

روکا۔ بُر و تقوی کے دو لفظ اختیار فرمائے۔ جمہور مفسرین نے بُر کے معنی اس جگہ فعل الخیرات یعنی نیک عمل قرار دیئے ہیں اور تقوی کے معنی ترک المنکرات یعنی برائیوں کا ترک بتلائے ہیں اور لفظِ ائم مطلق گناہ اور معصیت کے معنی میں ہے۔ خواہ و حقوق سے متعلق ہو یا عبادات سے۔ اور عدوان کے لفظی معنی حد سے تجاوز کرنے کے ہیں۔ مراد اس سے ظلم و جور ہے۔

بُر و تقوی پر تعاون اور امداد کرنے کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الدال علی الخیر کفاعله۔ یعنی جو شخص کسی کو نیکی کا راستہ بتا دے تو اس کا ثواب ایسا ہی ہے جیسے اس نیکی کو اس نے خود کیا ہو۔ یہ حدیث ابن کثیرؓ نے بحوالہ بزار نقل فرمائی ہے اور صحیح بخاری میں ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں کو ہدایت اور نیکی کی طرف دعوت دے تو جتنے آدمی اس کی دعوت پر نیک عمل کریں گے، ان سب کے برابر اس کو بھی ثواب ملے گا بغیر اس کے کہ ان لوگوں کے ثواب میں سے کچھ کم کیا جائے اور جس شخص نے لوگوں کو کسی گمراہی یا گناہ کی طرف بلا یا تو جتنے لوگ اس کے بلا نے سے گناہ میں بتلا ہوئے ان سب کے گناہوں کے برابر اس کو بھی گناہ ہوگا۔ بغیر اس کے کہ ان گناہوں میں کچھ کمی کی جائے۔

اور ابن کثیر نے برداشت طبرانی نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کسی ظالم کے ساتھ اس کی مدد کرنے کے لئے چلا وہ اسلام سے

قومیت اور اجتماعیت کے لئے قرآنی تعلیم

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

معارف و مسائل

جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ مسلمان بھائی بھی اگر حق کے خلاف یا ظلم و جور کی طرف چل رہا ہو تو ناحق اور ظلم پر اس کی بھی مدنہ کرو۔ بلکہ اس کی کوشش کرو کہ ناحق اور ظلم سے اس کا ہاتھ روکو۔ کیونکہ درحقیقت یہی اس کی صحیح امداد ہے تاکہ ظلم و جور سے اس کی دنیا اور آخرت تباہ نہ ہو۔

صحیح بخاری و مسلم میں حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: انصر اخاک ظالماً او مظلوماً۔ یعنی اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم۔ صحابہ کرامؓ جو قرآنی تعلیم میں رنگے جا چکے تھے، انہوں نے حیرت سے پوچھا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مظلوم بھائی کی امداد تو ہم سمجھ گئے مگر ظالم کی امداد کا کیا مطلب ہے۔ آپؓ نے فرمایا کہ اس کو ظلم سے روکو۔ یہی اس کی امداد ہے۔

قرآن کریم کی اس تعلیم نے بُر و تقوی یعنی نیکی اور خدا ترسی کو اصل معیار بنایا۔ اسی پر مسلم قومیت کی تعمیر کھڑی کی۔ اس پر تعاون و تناصر کی دعوت دی۔ اس کے بال مقابلِ ائم و عدوان کو سخت جرم قرار دیا۔ اس پر تعاون کرنے سے

نا آشنا ہے۔ بر و تقویٰ اور ان کی تعلیمات کا داخلہ آج کل کی عام تعلیم گاہوں میں ممنوع ہے۔ اور ائمہ و عدو ان کا ہر راستہ کھلا ہوا ہے۔ پھر یہ بیچاری پولیس کہاں تک جرائم کی روک تھام کرے۔ جب ساری قوم حلال و حرام اور حق و ناحق سے بیگانہ ہو کر جرائم پیشہ بن جائے۔

آج جو جرائم کی کثرت چوری، ڈاکہ، فواحش، قتل و غارت گری کی فراوانی ہر جگہ اور ہر ملک میں روز بروز زیادہ تر ہوتی جاتی ہے اور قانونی مشینی ان کی انسداد سے عاجز ہے۔ اس کے یہی دو سبب ہیں کہ ایک طرف تو حکومتیں اس قرآنی نظام سے دور ہیں، ان کے ارباب اقتدار اپنی زندگی کو بر و تقویٰ کے اصول پر ڈالتے ہوئے چھکتے ہیں۔ اگرچہ اس کے نتیجہ میں ہزاروں تلخیاں جھیلی پڑتی ہیں۔ کاش وہ اس تلخ گھونٹ کو ایک دفعہ تجربہ کے لئے ہی پی جائیں اور خدا تعالیٰ کی قدرت کا تماثہ دیکھیں کہ کس طرح ان کا اور عوام کو امن و سکون اور چین و راحت کی حیات طیبہ عطا ہوتی ہے۔

دوسری طرف عوام نے یہ سمجھ لیا کہ انسداد جرائم صرف حکومت کا کام ہے۔ وہ ہر جرائم پیشہ کے جرائم پر پردہ ڈالنے کے عادی ہو گئے ہیں۔ محض احراق حق اور انسداد جرائم کے لئے سچی شہادت دینے کا رواج ہی ان میں نہ رہا۔ ان کو یہ سمجھنا چاہیے کہ مجرم کے جرم پر پردہ ڈالنا اور شہادت سے گریز کرنا جرم کی اعانت ہے جو از روئے قرآن کریم حرام اور سخت گناہ ہے اور **وَلَا تَعَاوُنُوا عَلَى الْإِثْمِ وَالْعُدُوَانِ** کے حکم سے بغاوت ہے۔

نکل گیا۔ اسی پرسف صالحین نے ظالم بادشاہوں کی ملازمت اور کوئی عہدہ قبول کرنے سے سخت احتراز کیا ہے کہ اس میں ان کے ظلم کی امداد اور اعانت ہے۔ تفسیر روح المعانی میں آیت کریمہ **فَلَمْ أَكُونَ ظَهِيرًا لِّلْمُجْرِمِينَ** کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز آزادی جائے گی کہ کہاں ہیں ظالم لوگ اور ان کے مدگار یہاں تک کہ وہ لوگ جنہوں نے ظالموں کے دوات، قلم کو درست کیا ہے۔ وہ بھی سب ایک لوہے کے تابوت میں جمع کر کے جہنم میں پھینک دئے جائیں گے۔

یہ ہے قرآن و سنت کی وہ تعلیم جس نے دنیا میں نیکی، انصاف، ہمدردی اور خوش خلقی پھیلانے کے لئے ملت کے ہر فرد کو ایک داعی بنا کر کھڑا کر دیا تھا اور جرائم و ظلم و جور کے انسداد کے لئے ہر فرد ملت کو ایک ایسا سپاہی بنادیا تھا جو خفیہ اور علانیہ اپنی ڈبوٹی بجالانے پر خوف خدا تعالیٰ کی وجہ سے مجبور تھا۔ اسی حکیمانہ تعلیم و تربیت کا نتیجہ تھا جو دنیا نے صحابہ و تابعین کے قرن میں دیکھا۔ آج بھی جب کسی ملک میں جنگ کا خطرہ لاحق ہوتا ہے تو شہری دفاع کے ملکے قائم کر کے ہر فرد قوم کو کچھ فنون کی تعلیم کا تواہتمام کیا جاتا ہے مگر جرائم کے انسداد کے لئے اس کا کہیں اہتمام نہیں ہے کہ لوگوں کو خیر کا داعی اور شر کو روکنے والا سپاہی بنانے کی کوشش کریں۔ اور ظاہر ہے کہ اس کی مشق نہ فوجی پریڈ سے ہوتی ہے نہ شہری دفاع کے طریقوں سے۔ یہ ہنر تو تعلیم گاہوں میں سیکھنے سکھانا کا ہے جو آج کل بد قسمتی سے ان چیزوں کے نام سے

من کظم غیظاً و هو قادر على ان ينفذه ، دعاه الله على رؤس
الخالق يوم القيمة حتى يخرب من الحور العين ماشاء.

حضرت معاذ بن انس رضي الله عنه فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی اپنے غصہ کو دبائے حالانکہ وہ اپنے غصہ پر عمل کرنے کی قدرت رکھتا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اگر اس کو اپنے کسی ماتحت پر، کسی ایسے آدمی پر جو اس کے مقابلے میں کمزور ہے، غصہ آیا، اور وہ اپنے اس غصہ کے تقاضے کو پورا کر سکتا ہے، لیکن اس کے باوجود یہ سوچ کر کے اللہ تعالیٰ نے مجھے غصہ کرنے سے منع کیا ہے، اپنے غصے کو دبادے، اور غصے کے تقاضے پر عمل نہ کرے، تو قیامت کے روز اللہ تبارک و تعالیٰ اس کو تمام مخلوق کے سامنے اختیار دیں گے کہ خوبصورت آنکھوں والی حوروں میں سے جس کو چاہو پسند کرلو۔ گویا اللہ تعالیٰ کی خاطر اس نے اپنے اس غصہ کو دبایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کو بدلتے کے طور پر یہ نعمت عطا فرمائی۔ حقیقت یہی ہے کہ آدمی جب اللہ تعالیٰ کا تصور کرے گا کہ مجھے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دینا ہے تو اس صورت میں اس کے لئے غصہ کو فرو کرنا آسان ہو جائے گا۔

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا نام علی تھا، جو حضرت حسین رضي الله عنه کے صاحزادے ہیں۔ نسب اس طرح ہے علی بن حسین بن علی۔ ایک مرتبہ ان کا غلام گرم پانی ان کو دینے کے لئے آیا۔ پانی ان کے بچ پر گر گیا، یہ دیکھ کر ان کو غصہ آگیا اور چہرہ سرخ ہو گیا۔ فوراً اس غلام نے آیت پڑھی ”والكافر میں الغیظ“

اسباب حدیث

حدیث کے اصلاحی مضامین

افادات: حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری دامت برکاتہم
غصہ بڑا عقلمند ہے

حضرت مولانا حکیم اختر صاحب[ؒ] تو یوں فرماتے ہیں بھائی! لوگ یوں کہتے ہیں کہ غصہ میں عقل نہیں ہے۔ پھر وہ حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب عارفی نور اللہ مرقدہ کا مقولہ نقل کرتے ہیں کہ بھائی! غصہ بھی بڑا عقلمند ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ غصہ میں عقل نہیں، ایسا نہیں ہے۔ غصہ بھی بڑا عقلمند ہے۔ آدمی غصہ اسی پر کرتا ہے جو اپنے سے مکثراً اور کمزور ہو۔ اگر سیر کا سواسیر سے مقابلہ ہو جائے، تو یہ دیکھتا ہے کہ سامنے والا سواسیر ہے لہذا اس کے جی میں غصہ آئے تب بھی اس کا اظہار نہیں کرتا۔ اس لئے یہ کہنا کہ غصہ بے وقوف ہے یہ بات بھی صحیح نہیں۔ وہ بھی بڑا عقلمند ہے کہ وہ ایسے موقع پر بھی نمایاں ہوتا ہے جب سامنے والے کو اپنے سے کمزور دیکھتا ہے۔ لیکن سامنے والا اگر اپنے سے قوی ہو تو اس نے چاہے اس سے زیادہ خطرناک بات کی ہو، گستاخی کا معاملہ کیا ہوتا بھی سب پی کر رہ جائیں گے۔ اس لئے آدمی یہ سوچ لے کر اللہ تبارک و تعالیٰ کو مجھے جواب دینا ہے تو اس صورت میں ایسی نوبت نہیں آئے گی۔

غضہ پی جانے کی فضیلت

عن معاذ بن انس رضي الله عنه ان النبي صلی الله عليه وسلم قال:

الاحدیث القدسیة

یعنی حق جلس مجدہ کی باتیں

حضرت مولانا مفتی نبین اشرف قاسمی صاحب

اہل جہنم سے اللہ جل مجدہ کا خطاب

اذا كان يوم القيمة جاء اهل الجاهلية يحملون او ثانهم على ظهورهم فيسألهم ربهم عز وجل فيقولون: لم ترسل علينا رسولا ولم ياتنا لك امره ولو ارسلت علينا رسولا لكان اطوع عبادك، فيقول لهم: ارأيتم ان امرتكم بامر طيعونه؟ فيقولون: نعم، فiamرهم ان يعبروا جهنم فيدخلونها، فينطلقون حتى اذا دنوا منها سمعوا لها تغيطا و زفيرا فيرجعون الى ربهم فيقولون: ربنا اجرنا منها، فيقول : الم تزعموا انى ان امرتكم بامر طيعونى؟ فياخذ على ذلك مواثيقهم فيقول: اعمدوا قينطلقون حتى اذا راوه فرقوا فرجعوا فقالوا: ربنا فرقنا منها ولا نستطيع ان ندخلها، فيقول: ادخلوها داخرين: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لو دخلواها اول مرة كانت عليهم بردا وسلاما.

(اخراجہ النساءی و الحاکم و ابن مردویہ عن ثوبان)

ترجمہ: جب قیامت کا دن ہوگا تو اہل جاہلیت یعنی مشرکین و عبادِ حنفی اس حال میں آئیں گے کہ اپنے پشتوں پر بتوں کو اٹھائے ہوئے ہوں گے تو ان سے رب

کہ وہ لوگ جو اپنے غصہ کو دبانے والے ہیں۔ فوراً سمجھ گئے اور غصہ کی ساری کیفیت اس وقت ختم ہو گئی اور دور ہو گئی۔ پھر آگے اس نے پڑھا ”والعافین عن الناس“ یعنی لوگوں کو معاف کرنے والے ہیں۔ تو انہوں نے کہا: میں نے تمہیں معاف کر دیا۔ پھر اس نے آیت پڑھی ”وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ“ اللہ تعالیٰ نیکوکاروں کو پسند کرتا ہے۔ تو کہا: جا! میں نے تجھے آزاد کر دیا۔ (شعب الایمان ۲/۳۱) یعنی آیت کے تینوں جزو پر انہوں نے اس طرح سے عمل کیا۔ اتنا ہی نہیں کہ اس سے انتقام نہیں لیا بلکہ معاف بھی کر دیا اور آزاد بھی کر دیا۔ حالانکہ وہ ان کا غلام اور ماتحت تھا، اس کو بڑی سے بڑی سزا دینا چاہتے تھے تو دے سکتے تھے۔

غضہ مت کرو

عن ابی هریرہ رضی اللہ عنہ ان رجالا قال للنبي صلی الله علیہ وسلم : او صنی . قال: لا تغضب . فرد درارا . قال: لا تغضب . (رواه البخاری) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی نصیحت فرمادیجئے؟ کوئی مخصوص نصیحت جو تاکید کے طور پر کی جاتی ہے اس کو وصیت کہتے ہیں۔ اس نے کہا: آپ مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غصہ مت کرو۔ اس نے پھر بار بار اپنی یہ درخواست پیش کی یعنی دوسرا تیسرا مرتبہ بھی عرض کیا کہ یا رسول اللہ! مجھے کوئی نصیحت فرمائیے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لا تغضب“ غصہ مت کرو۔ جتنی مرتبہ اس نے پوچھا اتنی مرتبہ بھی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی جواب دیا۔

ٹھنڈی وسلامتی کا گھوارا بن جاتی۔

فائدہ: اللہ جل مجدہ کے ادامر کو مانتا ہر حال میں سلامتی و حفاظت کا ضامن ہے جب انسان اس دنیا میں اللہ پاک کی مانتا ہے تو آخرت میں اللہ پاک اس کی ہر خواہش و تمنا کو پوری کریں گے اور ہر مراد کو وجود بخشنیں گے۔ اگر انسان عهد و پیمان کی رعایت رکھے تو عالم آخرت میں بھی نجات کا سبب بن جائے گا جیسا کہ حدیث مذکور میں آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ لوگ پہلی بار حکم کو مان کر داخل ہو جاتے تو آگِ امن وسلامتی بن جاتی، اللہ پاک ہمیں صراط مستقیم پر استقامت نصیب فرمائے۔ آمین۔

فرشتوں پر انسانوں کی خلوص و عدم خلوص کی کیفیت مخفی ہوتی ہے اذا کان یوم القيامة اتی بصحف مختتمة تنصب بین يدي الله تعالى، فيقول الله للملائكة: اقبلوا هذا و القوا هذا. فنقول الملائكة: و عزتك ما رأينا الا خيرا، فيقول: نعم ولكن كان لغيري ولا اقبل اليوم الا ما ابتغى به وجهي. (آخر جه سمویہ عن انس)

ترجمہ: جب قیامت کا دن ہوگا تو انسانوں کے اعمال نامے پروردگار کے سامنے سل پیک حاضر کئے جائیں گے۔ تو حق جل مجدہ فرشتوں سے ارشاد فرمائیں گے یعنی قبول کر لوا اور یہ رد کر دو، فرشتے یہ دیکھ کر عرض کریں گے پروردگار عالم تیری عزت کی قسم! ہم تو محض نیکیاں ہی جان کر لکھا کرتے تھے، حق جل مجدہ ارشاد فرمائیں گے یعنی کہا، مگر یہ عمل دوسروں کے لئے کرتا تھا، اور میں آج اسی کو قبول کروں گا جو محض میری رضا و خوشنودی کے لئے کیا گیا ہو۔

عز وجل پوچھ گا (کہ تمہارے پاس داعی اسلام پیغمبر خدا، فداء اسلام، نعرہ تکبیر، اللہ اکبر کی آواز نہیں آئی تھی) مشرکین و عبادِ حسن جواب دیں گے یا اللہ آپ نے تو ہمارے پاس کوئی رسول ہی نہیں بھیجا، اور کبھی آپ کا کوئی حکم ہی میرے پاس نہیں آیا، اگر آپ نے ہمارے پاس رسول بھیجے ہوتے تو ہم آپ کے برگزیدہ بندوں میں ہوتے۔ حق جل مجدہ ان لوگوں سے ارشاد فرمائیں گے اگر میں ابھی تم کو کوئی حکم دوں تو اس کی اطاعت کرو گے؟ میرے امر کی اتباع کرو گے؟ وہ لوگ عرض کریں گے پیشک رب العالمین، پھر ان کو حکم باری ہو گا کہ جہنم سے گزریں، عبور کریں تاکہ ایک دفعہ تو داخل ہو جائیں۔ حکم الٰہی ملتے ہی وہ لوگ جہنم کی طرف چلیں گے جب جہنم سے قریب ہو جائیں گے تو جہنم کا جوش و خروش سنیں گے پھر مارے گھبراہٹ کے وہیں سے پروردگار عالم کے پاس لوٹ جائیں گے اور عرض کریں گے رب العالمین ہم کو جہنم سے نجات دید تھے۔ ارشاد ہو گا، کیا تم یہ خیال و گمان نہ کر رہے تھے کہ جب میں کسی چیز کا حکم دوں گا تو تم میرے حکم کی اطاعت کرو گے؟ پھر اس شخص سے اس بات پر عہد و میثاق لیا جائے گا کہ وہ امر الٰہی کی اطاعت کرے گا۔ پھر ارشاد ہو گا کہ اس کو جہنم میں لے جاؤ تو اس کو فرشتے جہنم کی جانب لے چلیں گے جب وہ جہنم کو دیکھے گا تو گھبرا جائے گا، اور وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا ہمارے رب ہم تو جہنم سے گھبرا گئے اور ہمارے اندر جہنم میں جانے کی استطاعت وقدرت نہیں۔ حق جل مجدہ ارشاد فرمائیں گے، جا جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل ہو جا، آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر وہ لوگ پہلے حکم باری تعالیٰ کو مان کر داخل ہو جاتے تو آگ ان پر

حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں ظہر کی نماز پڑھ کر روانہ ہوئے اور عصر کی نماز ذوالحلیفہ میں پہنچ کر ادا فرمائی۔ اس میں مورخین کا اختلاف ہے کہ روائی کی تاریخ کیا تھی۔ ۲۵-۲۶-۲۷ یقudedہ۔ تین قول ہیں اور اسی طرح دن کے متعلق بھی پنجشنبہ، جمعہ، شنبہ تین قول ہیں جن میں سے جمعہ کا دن جن حضرات نے کہا ہے وہ صحیح روایات کے خلاف ہے، اس لئے کہ روائی سے قبل مدینہ پاک میں چار رکعت ظہر کی پڑھنا مشہور روایات میں ہے۔ اس ناکارہ کے نزدیک ۲۵ یقudedہ شنبہ کے دن روائی روایات سے راجح معلوم ہوتی ہے۔

شب کو ذوالحلیفہ میں قیام فرمایا اور تمام ازواج مطہرات سے جو ہمراہ تھیں صحبت کی۔ اسی وجہ سے علماء کے نزدیک اگر بیوی ساتھ ہو تو احرام سے قبل صحبت کرنا مستحب ہے کہ احرام کے طویل زمانہ میں دونوں کے لئے غفت کا سبب ہے۔

دوسرے دن ظہر کے وقت حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کے لئے غسل کیا اور احرام کی چادریں زیب تن فرمائیں اور ذوالحلیفہ کی مسجد میں ظہر کی نماز کے بعد، قرآن کا احرام باندھا محققین علماء کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام شروع ہی سے قرآن کا تھا۔ یہاں حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؐ کو اختیار دیدیا کہ جس کا دل چاہے افراد تجتمع، قرآن میں سے جوں ساچا ہے باندھ لے۔ خود حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کا باندھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام نے رات کو تشریف لا کر یہ فرمایا تھا کہ یہ وادیٰ عقیق مبارک وادی ہے آپ اس میں نماز پڑھیں اور حج اور عمرہ دونوں کا احرام باندھیں۔

اس کے بعد مسجد سے باہر تشریف لا کر اونٹی پر سوا ہوئے اور زور سے لبیک

حضرور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک حج

انتخاب از: فضائل حج مصنف شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ذکریا صاحب مہاجر المدنی رحمہ اللہ اس میں سارے علماء کا اتفاق ہے کہ حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد صرف ایک ہی مرتبہ حج کیا ہے کنٹ ادیں ہجری میں۔ جو حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا آخری سال تھا اور اس سفر میں ایسے واقعات کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ظہور ہوا جیسا کہ کسی سے رخصت ہوتے وقت ہوا کرتے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کا نام ججۃ الوداع یعنی رخصت کا حج پڑھ کیا کہ گویا حضرور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم حق تعالیٰ شانہ کے یہاں جانے کے لئے اس سفر کے اجتماع کی وقت سارے مسلمانوں سے جو حاضر تھے رخصت ہو گئے۔

سفر حج کی ابتدا کے وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ارادہ کا اعلان فرمایا تو ہزاروں کی مقدار میں صحابہ کرامؐ نے ہمراہ کابی اور معیت کا فخر حاصل کرنے کے لئے حج کا ارادہ فرمایا اور جو خبر سنتا گیا وہ ہمراہ کابی کی کوشش کرتا گیا۔ ان میں سے ایک بڑی مقدار مدینہ طیبہ روائی سے قبل پہنچ گئی اور جو ہمارا حاضر نہ ہو سکے تھے وہ راستے میں ملتے رہے اور جن کو اتنا بھی وقت نہ ملا وہ مکرہ اور بعض براہ راست عرفات پر پہنچے۔ غرض بہت کیش بجمع اس حج میں ہمراہ کاب تھا جس کی مقدار ایک لاکھ چوبیس ہزار تک بتائی جاتی ہے۔ (المعات حاشیہ ابو داؤد)

ہو گئی تو جلدی سے کھانا تیار کر کے لائے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکرؓ کو بولایا کہ آؤ اللہ تعالیٰ نے بہترین غذا عطا فرمائی مگر حضرت ابو بکرؓ کو غصہ آ رہا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ ابو بکر غصہ کو جانے دو، اس کے بعد حضرت سعدؓ اور حضرت ابو قیسؓ اپنے سامان کی اونٹی لیکر حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ قبول فرمالیں مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تمہیں برکت عطا فرمائے، ہماری اونٹی اللہ کے فضل سے مل گئی۔

جب وادی عسفان میں جو مکہ مکرہ کے قریب ہے تشریف فرماتھے تو حضرت سراقةؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ میں حج کا طریقہ اس طرح بتا دیجئے کہ گویا ہم آج ہی پیدا ہوئے ہیں یعنی اس پر اطمینان نہ فرماؤں کہ یہ بات تو ان کو پہلے سے معلوم ہو گی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حضرات کو بتایا کہ مکہ میں داخل ہو کر کیا کیا کریں۔ سرف میں پہنچ کر حضرت عائشہؓ گھویض آنے لگا وہ بہت پریشان ہوئیں، رونے لگیں کہ میرا تو سفر ہی بیکار ہو گیا۔ حج کا وقت قریب آگیا اور میں ناپاک ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تسلی دی کہ یہ تو ساری ہی عورتوں کو پیش آتا ہے۔ پھر ان کو بتایا کہ وہ اب کیا کریں اور صحابہؓ کرام رضی اللہ عنہم کو ارشاد فرمایا کہ جن کے ساتھ ہدی نہیں ہے وہ مکہ مکرہ میں داخل ہو کر عمرہ کر کے اپنا احرام کھول دیں۔

مکہ مکرہ کے قریب جب وادی ازرق پر پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ میرے سامنے اس وقت وہ منظر ہے جب حضرت موسیؓ علیہ السلام اس جگہ پر حج کے لئے گذر رہے تھے اور کانوں میں انگلیاں دیکریں زور سے لبیک پڑھ رہے تھے۔

اس کے بعد حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ذو طویل پہنچ جو مکہ مکرہ کے

پڑھا چونکہ مسجد کی آواز قریب کے آدمیوں نے سنی تھی اور یہاں اونٹی پر تشریف رکھنے کے بعد دُور تک آواز گئی۔ اس لئے بہت سے حضرات نے سمجھا کہ اسی وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام کی ابتداء فرمائی، اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اونٹی آپ کو اپنی پشت پر لیکر چلی اور بیداء کی پہاڑی پر چڑھی جو ذوالحلیفہ کے قریب ہے، چونکہ حاجی کے لئے ہر اونچی جگہ چڑھتے ہوئے لبیک زور سے پڑھنا مستحب ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں بھی زور سے لبیک پڑھا جس کی آواز پہاڑی کا اونچان ہونے کی وجہ سے اور بھی زیادہ دُور تک گئی، اس کی وجہ سے صحابہؓ ایک بڑی جماعت اسی جگہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا احرام باندھنا نقل کرتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے لبیک پڑھتے ہوئے مکہ مکرہ کی طرف روانگی شروع کی، حضرت جبریلؓ علیہ السلام نے آ کر یہ درخواست کی کہ صحابہؓ کرامؓ کو حکم فرمادیجئے کہ لبیک زور سے پڑھیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا حکم فرمادیا۔

راستہ میں جب وادی روحا پہنچے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں نماز پڑھی اور یہ فرمایا کہ ستنبیوں نے اس جگہ نماز پڑھی۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا سامان اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کا سامان سب ایک اونٹ پر تھا جو حضرت ابو بکرؓ کے غلام کی سپردگی میں تھا۔ جب وادی عرج میں پہنچے تو دیری تک یہ حضرات ان کا انتظار فرماتے رہے، بڑی دیر میں وہ آئے اور کہا کہ اونٹ تو کھو گیا، حضرت ابو بکرؓ نے ان کو مارا کہ ایک ہی تو اونٹ تھا وہ بھی گم کر دیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم تبعم فرمایا کہ ارشاد فرمار ہے تھے کہ ان محروم کو دیکھو یہ کیا کر رہے ہیں یعنی احرام کی حالت میں مارتے ہیں۔ صحابہؓ کو جب معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان کی اونٹی گم

میں سورہ المرسلات حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ جمعہ کی صبح کو طلوع آفتاب کے بعد عرفات تشریف لے گئے اور نمرہ میں جو خیرہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خدام نے پہلے سے لگا دیا تھا تھوڑی دیر قیام فرمایا۔

بعد زوال قصوا اونٹنی پر طویل خطبہ بطن عرنۃ میں

پھر زوال کے بعد اپنی اونٹنی پر جس کا نام قصوا تھا سوارہ کو بطن عرنۃ میں جو وہیں قریب ہے تشریف لائے اور بہت طویل خطبہ پڑھا۔ اس خطبہ میں ایسے الفاظ بھی تھے کہ شاید تم اس سال کے بعد مجھے نہ دیکھو اور یہ کہ اس سال کے بعد کبھی بھی میرا تمہارا یہاں اجتماع نہ ہو گا وغیرہ وغیرہ۔ خطبہ کے بعد حضرت بلاں گو تکبیر کا حکم فرمایا اور ظہر اور عصر کی نمازیں ظہر ہی کے وقت میں پڑھائیں۔

نماز سے فراغت کے بعد عرفات کے میدان میں تشریف لائے اور مغرب تک اپنی اونٹنی پر دعا میں بڑے اہتمام سے مشغول رہے۔ اسی دوران میں حضرت اُم فضلؓ نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ آپ کا روزہ ہے یا نہیں، ایک پیالہ میں دودھ بھیجا جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹنی پر سارے مجمع کے سامنے نوش فرمایا تاکہ سب کو معلوم ہو جائے کہ روزہ نہیں ہے۔ اسی دوران میں ایک صحابیؓ اونٹ پر سے گر کر مر گئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے احرام کے کپڑوں ہی میں ان کو کفنا دو۔ یہ قیامت میں لبیک ہی پڑھتے ہوئے اٹھیں گے۔

اس جگہ نجد کی ایک جماعت براہ راست پہنچی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک آدمی کے ذریعہ سے آواز دیکر دریافت کرایا کہ حج کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ اعلان کر دو کہ حج عرفہ میں ٹھہر نے کا نام ہے جو

بالکل قریب ہے اور شب کو وہاں قیام فرمایا اور صبح کو مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کی غرض سے غسل کیا اور چاشت کے وقت ۲۳ روزی الحجج پنجشنبہ کی صبح کو مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔ اس دن اور تاریخ میں علماء کا سب کا قریب قریب اتفاق ہے کہ مکہ مکرمہ میں داخلہ کی یہی تاریخ اور یہی دن تھا۔ بندہ کے نزدیک ذی قعده کا یہ مہینہ انتیس دن کا تھا اس لئے شنبہ کو چل کر نویں دن مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے۔

مکہ مکرمہ میں پہنچ کر سب سے اول مسجد حرام میں تشریف لے گئے اور جگہ اسود کو بوسہ دیا اور طواف کیا۔ تحیۃ المسجد بھی نہیں پڑھی مسجد میں داخل ہوتے ہی طواف شروع فرمادیا۔ طواف سے فراغت پر مقام ابراہیم پر دو گانہ ادا کیا جس میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھی۔

اس کے بعد پھر جبراہ اسود کو بوسہ دیا اور باب الصفا سے نکل کر صفا کی پہاڑی پر تشریف لے گئے اور اپر چڑھے یہاں تک کہ بیت اللہ نظر آنے لگا، پھر بڑی دیر تک تکبیر و تحمید اور دعا کرتے رہے۔ اس کے بعد صفا مروہ کے درمیان سات چکر پورے فرمانے اور مروہ پر جب سعی سے فراغت فرمائی تو جن حضرات کے ساتھ پہنچی ان کو حرام کھونے کا حکم فرمادیا۔ اس کے بعد قیام گاہ پر تشریف لائے اور چار دن قیام فرمایا۔

منی میں

۸/ روزی الحجج پنجشنبہ کو چاشت کے وقت منی تشریف لے گئے اور سب صحابہ کرام بھی حج کا احرام باندھ کر ہر کاب تھے، پانچ نمازیں منی میں پڑھیں، اسی شب

اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں وضو کیا تھا۔ حضرت اسامہؓ نے وضو کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کی یاد ہانی کی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آگے چلو۔

مزدلفہ میں مظالم کے بارے میں بھی دعا قبول ہوئی

مزدلفہ پہنچ کر سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے نئے وضو کے بعد مغرب اور عشاء کی نماز پڑھائی، اس کے بعد دعاء میں مشغول ہوئے۔ بعض روایات میں آتا ہے کہ اس جگہ مظالم کے بارہ میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا قبول ہو گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بچوں اور عورتوں کو نیز ضعفاء کو ہجوم میں تکلیف ہونے کے خیال سے رات ہی میں مزدلفہ سے منی کو روانہ فرمادیا اور خود تمام رفقاء کے ساتھ صبح صادق کے بعد سویرے سے نماز پڑھ کر طلوع آفتاب سے قبل منی کے لئے روانہ ہوئے اور اس وقت حضرت اسامہؓ پیدل چلنے والوں میں تھے اور حضرت فضل بن عباسؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اونٹی پر سوار تھے۔

آنکھ، کان اور زبان کی حفاظت پر مغفرت کی بشارت

راستے میں ایک نوجوان لڑکی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے باپ کے جب دل کا مسئلہ دریافت کیا۔ حضرت فضلؓ بھی ن عمر تھے، ان کی نگاہ اس عورت پر پڑی، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے حضرت فضلؓ کے چہرے کو دوسرا طرف پھیر دیا کہ نامحرم کونہ دیکھیں اور یہ ارشاد فرمایا کہ آج کا دن ایسا دن ہے کہ جو شخص اس میں اپنی آنکھ، کان اور زبان کی حفاظت کرے اس کی مغفرت ہوتی ہے۔ راستہ ہی سے حضرت فضلؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کنکریاں چٹتیں،

شخص مارڈی الحجہ کی صبح سے پہلے پہلے یہاں پہنچ جائے اس کا حج ہو گیا۔ (ابوداؤد)

مظالم کے سواب چیزوں کی مغفرت کا وعدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم مغرب تک امت کے لئے مغفرت کی دعا بہت ہی الحج اور زاری سے مانگتے رہے۔ حق تعالیٰ شانہ کے یہاں سے امت کے لئے مظالم کے سوا اور سب چیزوں کی مغفرت کا وعدہ ہو گیا مگر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پھر بھی التخا فرماتے رہے کہ یا اللہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مظلوموں کو تو اپنے پاس سے بدله عطا فرمادے اور ظالموں کو معاف فرمادے۔ اسی دوران میں آیت شریفہ الیوم اکملت لكم دینکم و اتممت علیکم نعمتی نازل ہوئی (جس کا بیان سب سے پہلی فصل میں گذر چکا ہے۔) جس وقت یہ آیت شریفہ نازل ہوئی تو وحی کے بوجھ سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹی بیٹھی کھڑی نہ ہو سکی۔

غروب کے بعد نماز سے قبل حضور صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے روانہ ہوئے۔

اونٹی ایسے زوروں پر تھی کہ نہایت شدت سے اس کی باگ کھینچ رکھی تھی، وہ جوش میں دوڑنا چاہتی تھی، جہاں ذرا چڑھائی آتی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اونٹی کی باگ ذرا ڈھیلی فرمادیتے تھے، پھر اس کو زور سے کھینچ لیتے حتیٰ کہ اس کا سر باگ کے زیادہ کھینچنے کی وجہ سے کجاوے سے لگا جا رہا تھا۔

حضرت اسامہ بن زیدؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اونٹی پر تھے، راستے میں ایک جگہ مزدلفہ کے قریب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پیشتاب کی ضرورت ہوئی، اتر کر پیشتاب کیا، وضو کیا۔ حضرت اسامہؓ نے وضو کرایا اور ذوق میں کہا کرتے کہ حضور

DAG جاتے تو ہیں مقتل میں پر اول سب سے دیکھئے وار کرے وہ ستم آرا کس پر ۲۳ کے علاوہ باقی اونٹوں کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قربان کیا۔ کل عدد ۱۰۰ ا تھے۔ قربانی کے بعد اعلان فرمادیا کہ جس کا دل چاہے ان میں سے گوشت کا ٹکڑا لے جائے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ سے ارشاد فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے ایک ایک بولی لے کر سب کو ایک برلن میں جوش دیں۔ ان کا شور بآحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا تاکہ ہر اونٹ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نوش فرمانے کی سعادت حاصل ہو۔ اپنی ازواج مطہرات کی طرف سے گائے ذبح کی۔

تقسیم موئے مبارک ب موقع حج

قربانی سے فراغت کے بعد حضرت معمّرؓ یا حضرت خراشؓ کو بلایا اور ان سے جامات بنوائی، سرمنڈایا، بین بنوائی، ناخن ترشاوے اور یہ بال اور ناخن جاں شاروں میں تقسیم کر دیئے۔ کہتے ہیں کہ کہیں کہیں جو بال مبارک موجود ہیں وہ انہیں میں کا بقیہ ہے۔ اس کے بعد حرام کی چادریں اتار کر کپڑے پہنے، خوشبو لگائی۔

حج کے امور میں رمی، ذبح، حلق اور طواف زیارت کے تقدم تا خرکا

گناہ بنه سکتا ہے مگر گناہ مسلمان کی آبروریزی میں ہے اس دوران میں کثرت سے صحابہؓ کرامؓ آ کر حجؓ کے متعلق مسئلے دریافت کرتے رہے۔ اس دن میں چار کام کرنے ہیں۔ رمی، ذبح، سرمنڈانا، طواف زیارت کرنا۔ یہی ترتیب ان کی ہے۔ اس میں بہت سے حضرات سے بھول وغیرہ

لوگ مسائل بھی دریافت کرتے جاتے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جواب فرماتے جا رہے تھے۔ ایک صاحب نے دریافت کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ اتنی بوڑھی ہیں کہ اگر سواری پران کو باندھ کر بھایا جائے تو ان کی موت کا اندیشہ ہے۔ کیا میں ان کی طرف سے حج کر سکتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تمہاری والدہ کے ذمہ کسی کا قرض ہوتا تو کیا تم ادا نہ کرتے۔ ایسے ہی حج کو بھی سمجھو۔

وادی محسر میں جلدی گذرنا

جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم راستہ میں وادی محسر پر پہوچنے جہاں حق تعالیٰ شانہ نے ابرہہ کے ہاتھی کو ہلاک کیا تھا جبکہ اس نے مکہ مکرہ پر چڑھائی کی تھی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اونٹی کو تیز کر دیا کہ جلدی سے اس عذاب کی جگہ سے آگے بڑھ جائیں۔ منی پہوچکر سیدھے جمرہ عقبہ پر پہوچنے اور سات کنکریاں اس کے ماری اور لبیک کا پڑھنا جو حرام کے بعد سے اب تک وقتاً فوقتاً ہوتا رہتا تھا اس وقت بند کر دیا۔ اس کے بعد منی میں قیام گاہ پر تشریف لائے اور بڑا طویل وعظ فرمایا جس میں بہت سے اہم احکام کا اعلان کیا اور اس قسم کے مضامین بھی ارشاد فرمائے جیسا کہ اللادع کے وقت کہے جاتے ہیں۔

اونٹوں کا قربانی کے لئے آگے بڑھنا

پھر قربانی کی جگہ تشریف لے گئے اور اپنی عمر کے سالوں کے مطابق تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے قربان کئے جن میں ۶۔۷۔۸۔۹۔۱۰ اونٹ امنڈ کر قربان ہونے کے لئے آگے بڑھ رہے تھے، ہر ایک زبان حال سے جلدی قربان ہونا چاہتا تھا۔

کہ حج سے قبل مدینہ طیبہ ہی میں نازل ہو چکی تھی اور متعدد روایات میں ہے کہ اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس سورۃ میں میری وفات کی خبر دی گئی ہے، میں عنقریب جانے والا ہوں۔

اس کے بعد ۱۳ روزی الحجہ سہ شنبہ کو زوال کے بعد آخری رمی سے فارغ ہو کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم منی سے روانہ ہوئے اور مکہ مکرمہ کے باہر مصب میں جس کو بطحاء اور خیف بنی کنانہ بھی کہتے ہیں ایک خیمہ میں جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام حضرت ابو رافعؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہاں تشریف لانے سے پہلے ہی اس جگہ لگار کھا تھا قیام کیا اور چار نمازیں ظہر سے عشاء تک وہاں ادا فرمائیں اور عشاء کے بعد تھوڑی دیر اس میں آرام کیا۔ یہ وہی جگہ ہے جس جگہ کفار نے بیٹھ کر ابتداء اسلام یعنی نبوت کے چھٹے برس میں یہ معابرہ کیا تھا کہ بنو ہاشم اور بنو المطلب کا باہیکاٹ کر دیا جائے کہ نہ ان سے لین دین کسی قسم کا کیا جائے نہ ان کو کھانے کو دیا جائے نہ ان سے کوئی ملاقات کرے نصیح کی بات کرے، جب تک یہ لوگ نعوذ باللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمارے حوالہ نہ کر دیں۔ تاکہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کریں۔ یہ معابرہ اسی جگہ لکھا گیا تھا جس کا قصہ مشہور ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے آج دو جہاں کا سردار ہونے کی حیثیت سے یہاں قیام کیا اور عشاء کے بعد تھوڑی دیر آرام فرمایا کہ طواف وداع کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لائے اور اسی رات میں حضرت عائشہؓ کے بھائی کے ساتھ عمرہ کا حرام باندھنے کے لئے تعیم بھیجا۔ اور عمرہ کرایا۔ حضرت عائشہؓ جب عمرہ سے فارغ ہو کر مصب پہنچ گئیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قافلہ کو مدینہ طیبہ کی طرف روانگی کا حکم فرمایا۔

کی وجہ سے ترتیب میں تقدم تاخر ہوا۔ ہر شخص آکر عرض کرتا کہ مجھ سے بجائے اس کے ایسے ہو گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے، اس میں کوئی گناہ نہیں ہوا۔ البتہ اس میں گناہ ہے کہ کسی مسلمان کی آبروریزی کی جائے۔

ظہر کے وقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم طواف زیارت کے لئے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے اور ظہر کی نماز مکہ مکرمہ میں پڑھی یا منی واپس آکر، روایات میں اختلاف ہے اور طواف سے فراغت پر زمزہم شریف کے کنویں پر تشریف لے گئے اور خود ڈول کھنچ کر پیا اور بعض روایات میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خود نہیں کھنچا بلکہ یہ فرمایا کہ اگر مجھے یہ ڈرنہ ہوتا کہ لوگ تم پر غلبہ کرنے لگیں گے تو خود کھنچ کر پیتا۔ لیکن ان دونوں میں کچھ اشکال نہیں، زمزہم شریف کا پینا بار بار ہوا۔ اس لئے کسی موقعہ پر خود کھنچ کر پیا ہو جب ہجوم نہ ہوا اور کسی موقعہ پر ہجوم کی وجہ سے ایسا فرمایا ہو، اس میں اشکال نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمزہم شریف کھڑے ہو کر پیا اور پھر صفا مروہ کی دوبارہ سعی کی یا نہیں کی، اس میں اختلاف ہے۔ حفیہ کے قواعد کے موافق تو کی ہے۔

اس کے بعد منی واپس تشریف لے گئے اور تین دن وہاں قیام کیا اور روزانہ زوال کے بعد تینوں جرات کی رنی کیا کرتے تھے اور بعض روایات میں ہے کہ ان ایام میں جب منی میں قیام تھا روزانہ رات کو بیت اللہ تشریف کی زیارت اور طواف کے لئے تشریف لاتے اور منی کے قیام میں متعدد وعظ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائے جن میں اس قسم کے الفاظ بھی ہیں کہ میں شاید تم سے پھر نہ مل سکوں۔ منی ہی کے قیام میں سورہ اذاجاء نصر اللہ نازل ہوئی۔ بعض روایت میں ہے

۱۔ جب زیارت کی نیت سے سفر کرے خواہ قبر اطہر کی زیارت کی نیت ہو یا مسجد کی زیارت کی تو اپنی نیت کو خالص اللہ کی رضا کے واسطے خاص کرے۔ اس میں کوئی شائستہ ریا کا، تفاخر کا، شہرت کا، سیر و سیاحت کا یا کسی اور دنیوی غرض کا ہرگز نہ ہونا چاہیے کہ اس صورت میں نیکی برباد گناہ لازم ہے۔ اگر مخفی اس وجہ سے سفر کیا کہ لوگ طعن دیں گے کہ بخل کی وجہ سے مدینہ کا سفر بھی نہ کیا تو اپنی جان کو بے فائدہ مشقت میں ڈالا اور پیسے ضائع کئے۔

۲۔ ملا علی قاریؒ نے شرح لباب میں لکھا ہے کہ نیت کے خالص ہونے کی علامت یہ ہے کہ فرائض اور سنن نہ چھوٹنے پاویں ورنہ زیارت سے مشقت اور مالی نقصان کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوا بلکہ توبہ اور کفارہ ذمہ ہو گیا۔ بندہ ناکارہ کے خیال میں سنن کا اس سفر میں خاص اہتمام رکھے اگرچہ سفر کی وجہ سے سنتوں میں خفت آجاتی ہے اور سفر میں سنتوں کا وہ حکم نہیں رہتا جو حضرت میں ہے۔ لیکن مدینہ پاک کی حاضری میں حتی الوعز زیادہ اہتمام مناسب ہے بلکہ حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولات عادات شریفہ کی تحقیق کر کے ان کے اتباع کی سعی کرے تو اس سفر کی شان کے زیادہ مناسب ہے۔

۳۔ اس سفر میں درود شریف کی خصوصیت سے کثرت رکھے اور نہایت توجہ سے پڑھے۔ تمام علماء نے اس کی بہت تاکید لکھی ہے کہ اس سفر میں درود شریف کی نہایت کثرت کرے، جتنی کثرت ہو گی اتنا ہی مفید ہو گا۔ بلکہ ملا علی قاریؒ نے تو شرح لباب میں یہاں تک لکھا ہے کہ فرائض اور ضروریات معاش سے جتنا وقت بچے وہ سب کا سب درود شریف کے پڑھنے میں خرچ کرے۔ اس لئے کہ جتنی بھی مقصد

آدابِ زیارت روضہ اطہر و مسجد نبوی صاحبہما الف تحفیۃ وسلام

حج کے متعلق جتنے رسائل عربی فارسی یا اردو میں لکھے گئے ہیں سب میں روضہ اطہر پر حاضری اور زیارت کے آداب و فضائل تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ علماء نے اس سے مستقل استدلال، اس کی فضیلت اور اختیاب پر کیا ہے کہ جو شخص بھی حکام حج لکھتا ہے وہ اس کے ساتھ ہی ساتھ آدابِ زیارت بھی لکھتا ہے۔ الحمد للہ بن ابراہیم فقیہ کہتے ہیں کہ ہمیشہ سے حاج کا یہ معمول متعارف ہے کہ جو شخص حج کرتا ہے وہ مدینہ منورہ حاضر ہوتا ہے تاکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھے اور حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر اور قبر شریف اور بیٹھنے کی جگہ اور جہاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا دست مبارک لگا ہے یا قدم شریف گذرا ہے وغیرہ وغیرہ امور سے برکت حاصل کرے۔ ملا علی قاریؒ شرح شفاء میں لکھتے ہیں لیکن ان سب میں اصلی نیت حضور قدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہی کی ہونا چاہیے۔ باقی مشاہد کی زیارت تبعاً ہونا چاہیے۔ اس سے کون انکار کر سکتا ہے کہ صحابہؓ کے زمانہ سے ہر سال لاکھوں کی تعداد میں حج کے لئے مخلوق جاتی ہے۔ اور بہت کم لوگ ایسے ہونے جو اعذار کی وجہ سے مدینہ طیبہ حاضر نہ ہوتے ہوں۔ اگر ان حضرات کی یہ حاضری روضہ اطہر کی زیارت کے لئے نہیں ہے بلکہ مسجد نبویؐ کی زیارت کے لئے جانا ہے تو ان میں سے دسویں بیسویں حصہ مسجد اقصیٰ کی زیارت کے لئے بھی تو جایا کرتا کہ وہ بھی تین مساجد میں سے ایک ہے اس لئے جن علماء نے اس کو اجتماعی مسئلہ لکھا ہے وہ بے محل نہیں ہے۔

کرے اور جو دن مدینہ پاک کے قرب کا آتا جائے۔ اس میں خوشی اور اشتیاق بڑھتا جائے۔

۵۔ راستے میں جو مسجد یا مسجدیں یا مواقع ایسے آئیں جن میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا قیام یا نماز پڑھنا معلوم ہوان کی زیارت کرتا جائے اور وہاں نوافل پڑھے یا ذکر و تلاوت وغیرہ کرے۔ اسی طرح جو کنوں اس راستے میں ایسے آئیں ان کا پانی برکت کے حصول کی نیت سے پئے۔ ان سب میں معرس جو ذوالکلیفہ کے قریب میں ہے وہاں نماز پڑھنا زیادہ اہم ہے کہ شافعیہ اس کو سنت مؤکدہ کہتے ہیں اور بعض علماء سے اس کا وجہ ہونا نقل کیا گیا۔ (شرح مناسک نووی)

۶۔ جب مدینہ طیبہ قریب آجائے تو بہت زیادہ ذوق و شوق میں غرق ہو جائے کثرت سے درود شریف بار بار پڑھے۔ اگر سواری پر ہو تو اس کو تیز چلانے کی کوشش کرے۔ حدیث میں آیا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر سے واپس تشریف لاتے اور مدینہ طیبہ قریب ہوتا تو اپنی سواری کو تیز چلاتے۔

وابرح ما یکون الشوق یوماً اذا دنت الخیام الی الخیام
سب سے بڑھا ہوا شوق اس دن ہوتا ہے جب عشقان کے خیمے معشوق کے قریب ہو جائیں۔

۷۔ جب مدینہ طیبہ کی دیواروں پر نظر پڑھ جائے اور اس کے معطر باغ نظر آنے لگیں جو بیر علی کے بعد سے نظر آنے لگتے ہیں تو بہتر یہ ہے کہ سواری سے نیچے اُتر جائے اور روتا ہو انگے پاؤں چلے۔

ولما رأينا رسم من لم يدع لنا فؤاداً لعرفان الرسوم ولالبا

میں توجہ تام ہوگی اتنا ہی ثواب زیادہ ہوگا۔ ابن حجر: شرح مناسک نووی میں لکھتے ہیں کہ اس راستہ میں درود شریف کی کثرت افضل ہے تو کیا تلاوت سے بھی افضل ہوگی یا تلاوت اس سے افضل ہوگی یا دونوں برابر تین صورتیں ہو گئیں اور اسی طرح سے ہر وہ جگہ جہاں درود شریف کی کثرت مطلوب ہے جیسا کہ شب جمعہ وغیرہ۔ اور ظاہر یہ ہے کہ اس جگہ درود شریف کی کثرت تلاوت کی کثرت سے بھی افضل ہے اس لئے کہ یہ اس وقت ایک وقتی وظیفہ ہے اور علماء نے اس کی تصریح کی ہے کہ تلاوت مطلقاً افضل ہے لیکن جن خصوصی موضع کے لئے خاص ذکر وارد ہوئے ہیں وہاں وہی ذکر افضل ہوں گے۔ علامہ جزری "حصن حصین" میں لکھتے ہیں افضل الذکر القرآن الافیما شرع بغیرہ یعنی سب سے افضل ذکر قرآن پاک کی تلاوت ہے مگر جو جگہ کسی دوسرے ذکر سے مشروع ہو وہاں وہ افضل ہوگا۔ مولانا عبدالجی حنفی صاحب اس کے حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔ مثلاً کوئی سجدہ شیعج کے ساتھ مشروع ہے حتیٰ کہ اس میں اگر تلاوت کی جائے تو مکروہ ہوگی۔

۸۔ ذوق شوق پیدا کرے اور جتنا قریب ہوتا جائے شوق و اشتیاق میں زیادتی کرے

وعدہ وصل چوں شود نزدیک آتشِ شوق تیز تر گردد
جب وصل کا وعدہ قریب آتا ہے تو شوق کی آگ اور زیادہ بھڑک جایا کرتی ہے۔ کبھی کبھی اس ذوق کو پیدا کرنے کے واسطے نعتیہ اشعار بھی پڑھ لیا کرے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی کوئی کتاب ساتھ ہو یا مل جائے تو اس کو پڑھ لیا کرے یا سن لیا کرے۔ آپ کی مجلسوں میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے حالات کا تذکرہ رہا

ذریعہ بنادے اور عذاب سے بچنے کا ذریعہ بنادے اور حساب کی بُراٰی سے بچنے کا سبب بنادے۔ اس کے بعد اس پاک شہر کی خیر و برکت حاصل ہو نیکی دعا کرے اور اس کے آداب بجالانے کی توفیق کی دعا کرے اور کسی نامناسب حرکت میں ابتلا سے بچنے کی دعا کرے اور خوب دعا میں کرے۔)

۹۔ بہتر یہ ہے کہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے غسل کرے اور پہلے میسر نہ ہو تو داخل ہونے کے بعد مسجد میں داخل ہونے سے پہلے کرے۔ اگر غسل نہ ہو سکے تو وضو کم از کم ضرور کر لے۔ لیکن اولی غسل ہی ہے کہ جتنی نظافت اور طہارت زائد ہو گی اتنا ہی اولی ہے۔ اس کے بعد بہترین لباس پہنے اور خوشبو لگائے جیسا کہ عیدین یا جمعہ کے لئے کرتا ہو مگر تواضع اور انگسار ملحوظ رہے۔ تفاخر پاس نہ آئے۔ قبیلہ عبد القیس کا وند جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو دور سے دیکھ کر سب لوگ شوق و اضطراب میں اونٹوں سے کوڈ پڑے اور اونٹ چھوڑ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں دوڑ پڑے، لیکن اس وفد کے رئیس منذر بن عائذ جن کو شیخ عبد القیس سے تعبیر کرتے ہیں وہ اونٹوں کے ساتھ جائے قیام پر پھوپھو نچے اور اپنا اور سب ساتھیوں کا سامان جمع کیا اور احتیاط سے رکھا۔ اس کے بعد غسل کیا، نئے کپڑے پہنے اور آہستہ آہستہ وقار کے ساتھ مسجد بنوی میں حاضر ہوئے۔ اول دور کعت تجیہ المسجد پڑھی اور دعا کی، پھر حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی اس ادا کو پسند فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ جل شانہ کو پسند ہیں۔ ایک حلم یعنی بُرُدباری دوسرے وقار۔ (منظہر)

نزلنا عن الاکوار نمشی کرامۃ لمن بان عنه ان فلم به رکبا۔ (ترجمہ) جب ہم نے اس محبوب کے شہر کے نشانات دیکھے جس نے نشانات کے پہچانے کے واسطے نہ ہمارے پاس دل چھوڑا نہ عقل چھوڑی تو ہم اپنی سواریوں سے اُتر گئے اور اس کے اکرام میں پیدل چلنے لگے۔ اس نے کہ اس کی شان سے یہ بہت بعید بات تھی کہ اس کے پاس سوار ہو کر جائیں، پہلے امراء، وزراء کے متعلق لکھا ہے کہ وہ ذوالحلیفہ سے جو تقریباً چھ میل ہے، پیدل چلنے لگتے تھے اور حق یہ ہے کہ اس جگہ پاؤں کے بجائے سر کے بل بھی چلے تو اس جگہ کے حق کا کوئی حصہ بھی ادا نہیں ہو سکتا۔

لو جنتکم فاصدًا اسعی علی بصری لم اقض حقا وای الحق ادیت
اگر میں تمہاری خدمت میں پاؤں کے بجائے آنکھوں سے چل کر آتا تب بھی میں
حق ادا نہ کر سکتا تھا اور میں نے آقا تمہارا اور ہی کون سا حق ادا کیا جو بھی ادا کرتا
ولما رأينا من رجوع حبيينا بطيبة اعلاما اثرن لنا الحجا
 وبالترقب منها اذ كحلنا جفوننا شفينا فلا باسا نخاف ولا كربا
جب مدینہ پاک میں محبوب کی منزل کے آثار نظر آنے لگے تو انہوں نے محبت کو بھڑکا
دیا اور جب وہاں کی مٹی کو آنکھوں کا سرمہ بنایا تو ساری بیماریوں سے شفا ہو گئی کہ اب
نہ کسی قسم کا مرض ہے نہ تکلیف۔

۸۔ جب فصیل مدینہ آجائے تو درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھے: اللهم هذا
حرم نبیک فاجعله لی وقاية من النار و امانا من العذاب و سوء
الحساب۔ (اے اللہ یہ تیرے نبی کا حرم آگیا اس کو تو میرے آگ سے بچنے کا

مستورات کی یا سامان وغیرہ کی مجبوری ہو تو دوسرا بات ہے ورنہ سب علماء نے لکھا ہے کہ شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد میں حاضر ہونا افضل ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول بھی احادیث میں یہی آیا ہے کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو اول مسجد میں تشریف لے جاتے۔

۱۳۔ مسجد میں داخلہ کے وقت اس جگہ کے آداب کی رعایت رکھے کہ دایاں پاؤں پہلے مسجد میں رکھے پھر بایاں پاؤں رکھے اور مسجد میں داخل ہونے کی دعائیں پڑھے اور اعتکاف کی نیت کرے۔ اگر ہر مسجد میں ہمیشہ داخل ہوتے ہوئے اعتکاف کی نیت کر لیا کرے تو مفت کا ثواب ہے، اس لئے مناسب ہے کہ جب کسی مسجد میں داخل ہو تو اعتکاف کی نیت کر لیا کرے۔

۱۴۔ مسجد میں داخل ہونے کے بعد خشوع خصوصی، عجز و انکسار میں بہت اہتمام کرے۔ وہاں کی زیب وزینت فرش فروش، جھاڑ فانوس، قالین، قمقوں میں نہ لگ جائے، نہ ان چیزوں کی طرف التفات کرے۔ نہایت ادب اور وقار سے پنجی نظر کئے ہوئے نہایت ہی ادب اور احترام سے جائے۔ بے ادبی اور لا ابادی پن کی کوئی حرکت نہ کرے۔ بڑے اوپنچے دربار میں پہنچ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ بے ادبی کی کوئی حرکت حرمان اور خسان کا سبب بن جائے۔

۱۵۔ مسجد میں جانے کے بعد سب سے پہلے روضہ مقدسہ میں جائے۔ یہ جگہ وہ حصہ ہے جو منبر شریف اور قبر شریف کے درمیان میں ہے۔ اس کو روضہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پاک ارشاد ہے کہ میری قبر اور میرے منبر کا درمیانی حصہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے۔ روضہ باغ کو کہتے ہیں۔ اگر

بعض علماء نے اس وقت کچھ صدقہ کرنا بھی آداب میں لکھا ہے یعنی مسجد میں داخل ہونے سے پہلے پہلے کچھ صدقہ کر دے۔ ابن حجر لکھتے ہیں کہ مسنون یہ ہے کہ کچھ صدقہ کرے چاہے قلیل ہی کیوں نہ ہو اور اس کا اہل مدینہ پر صرف کرنا اولیٰ اور بہتر ہے یعنی ان لوگوں پر جو خاص مدینہ کے باشندے ہیں البتہ اگر غیر مدنی زیادہ محتاج ہوں تو وہ مقدم ہے۔

۱۶۔ جب شہر میں داخل ہو تو اس وقت کی خصوصی دعائیں پڑھتا ہوا نہایت خشوع خصوصی سے داخل ہو۔ اب تک کی عدم حاضری کا قلق ہو، دنیا میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب نہ ہونے کا رنج ہو، آخرت میں زیارت نصیب ہونے کی آرزو اور تمباہ ہو اور اس کا خوف ہو کہ نہ معلوم مقدر ہے یا نہیں اور جیسا کہ کسی بڑے سے بڑے دربار میں حاضری کے وقت رُعب و جلال کا اثر ہو، وہی منظر یہاں ہو۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت اور قدر و منزلت ملحوظ ہو۔ درود شریف لگاتار زبان پر جاری ہو۔ (لباب)

۱۷۔ جب قبہ خضراء پر نظر پڑے تو عظمت وہیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علو شان کا استحضار کرے اور یہ سوچے کہ اس پاک قبہ میں وہ ذات اقدس ہے جو ساری مخلوقات سے افضل ہے انیا کی سردار ہے، فرشتوں سے افضل ہے، قبر شریف کی جگہ ساری جگہوں سے افضل ہے، جو حصہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بدن مبارک سے ملا ہوا ہے وہ کعبہ سے افضل ہے، عرش سے افضل ہے، کرسی سے افضل ہے حتیٰ کہ آسمان و زمین کی ہر جگہ سے افضل ہے۔ (لباب)

۱۸۔ شہر میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد نبوی میں حاضر ہو۔ اگر

کر لے تو تھیہ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا۔ اسی طرح اگر ایسے وقت میں مسجد میں داخل ہوا جبکہ نفلیں مکروہ ہیں جیسا کہ عصر کے بعد تو اس وقت بھی تھیہ المسجد نہ پڑھے۔

۲۱۔ نماز سے فراغت کے بعد قبر شریف کی طرف چلے اس حال میں کہ دل کو سب کدو رات اور آلاکشوں سے پاک رکھے اور ہمہ تن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی طرف پوری توجہ کرے۔ علماء نے لکھا ہے کہ جس قلب میں دنیا کی گندگیاں اور ہو و لعب شہوتیں اور خواہشیں بھر رہی ہوں اس دل پر وہاں کی برکات کا کچھ اثر نہیں ہوتا بلکہ ایسے دل والوں پر جو دنیا پر پڑے رہیں اور آخرت سے اور اس کے فکر سے بے تعلق ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غصہ اور اعراض کا اندیشہ ہے۔ اللہ ہی اپنے فضل سے اس سے پناہ دے۔ لہذا ہر شخص کے لئے ضروری ہے جہاں تک ممکن ہو اس وقت اپنے دل کو دنیوی خرافات سے خالی رکھنے کی کوشش کرے اور اللہ کی رحمت کی وسعت عفو و کرم کے کمال کی امید رکھے اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شان رحمۃ للعالمین پر نظر رکھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے وسیلہ سے اللہ سے معافی کا طالب بن کر حاضر ہو۔ (شرح لباب)

۲۲۔ دیوار سے تین چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو، زیادہ قریب نہ ہو کہ ادب کے خلاف ہے، اور نگاہ پنجی رہنا چاہیے۔ ادھر ادھر دیکھنا اس وقت سخت بے ادبی ہے ہاتھ پاؤں بھی ساکن اور وقار سے رہیں، یہ خیال کرے کہ چہرہ انور اس وقت میرے سامنے ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو میری حاضری کی اطلاع ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی علوشان اور علوم رببت کا استحضار پوری طرح سے دل میں ہوا۔ ابن امیر الحاچؒ مدخل میں لکھتے ہیں کہ جتنے بھی تواضع اور آداب اس وقت کی

باب جریل سے مسجد میں داخل ہونے کی نوبت آتی ہے تو بہتر یہ ہے کہ جگہ شریف کے پیچھے سے روپہ میں جائے تاکہ جگہ کے سامنے سے گذرنے کی صورت میں بغیر سلام کئے آگے بڑھنا نہ پڑے۔

۷۔ روپہ مقدسہ میں پہنچ کر اول تھیہ المسجد پڑھے۔ مسجد میں حاضری کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری سے قبل تھیہ المسجد کا پڑھنا اولی ہے۔ اسلئے کہ یہ اللہ کا حق ہے جو رسول کے حق پر مقدم ہے۔ حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ میں سفر سے آیا تھا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت مسجد میں تشریف فرماتھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ تھیہ المسجد پڑھ لی؟ میں نے عرض کیا کہ نہیں، فرمایا جاؤ پہلے تھیہ المسجد پڑھ کر بعد میں میرے پاس آنا۔ (شرح مناسک نووی)

۸۔ تھیہ المسجد کی ان دور کتوں میں قل یا اور قل هو اللہ پڑھنا ولی ہے۔ اس لئے کہ پہلی سورت میں شرک سے لفی اور انکار ہے اور دوسری سورت میں اللہ کی وحدانیت اور ذات و صفات کا اقرار ہے۔

۹۔ تھیہ المسجد سے فارغ ہونے کے بعد اللہ جل شانہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرے کہ اس نے یہ نعمت جلیلہ عطا فرمائی اور اس پاک ذات سے حج و زیارت کی تبیلت کی دعا کرے۔ اور چاہے سجدہ شکر کرے، چاہے دور کعت شکرانہ پڑھے۔ بہت سے علماء نے اس وقت سجدہ شکر کرنے کو لکھا ہے۔

۱۰۔ اگر مسجد میں داخل ہونے کے وقت فرض نماز کھڑی ہونے کو ہو تو اس وقت تھیہ المسجد نہ پڑے بلکہ فرض نماز میں شرکت کرے۔ اسی میں تھیہ المسجد کی بھی نیت

ہیں (ایسا نہ ہو کہ اس حرکت سے تمہارے پہلے کئے ہوئے نیک عمل بر باد ہو جائیں اور تم کو خوبی نہ ہو۔

۲۵۔ سلام کے بعد اللہ جل شانہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا کرے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کی درخواست کرے۔ بعض علماء نے توسل کو منع فرمایا ہے لیکن جمہور علماء اس کے جواز کے قائل ہیں، مغنى جوفہ حنبلہ میں مشہور معروف ہے، اس میں الفاظ سلام میں یہ الفاظ بھی ذکر کئے ہیں۔ اللهم انک قلت و قولک الحق ولو انهم اذظلموا انفسهم جاؤ وک فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لو جدوا الله توابا رحيما، وقد اتيتك مستغفرا من ذنبوي مستشفعابك الى رب فاسئلك يا رب ان توجب لي المغفره كما اوجبتهها لمن اتاه في حياته الخ۔ اے اللہ تیرا پاک ارشاد ہے اور تیرا ارشاد حق ہے۔ اور وہ یہ ہے ولو انهم اذظلموا آخر آیت تک۔ اب میں آپ کے پاس آیا ہوں اور اپنے گناہوں سے مغفرت چاہتا ہوں اور آپ سے اپنے رب کی بارگاہ میں شفاعت چاہتا ہوں۔ اے اللہ میں تجوہ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میری مغفرت کو واجب کر دے جیسا کہ تو نے اس شخص کی مغفرت کو واجب کیا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان کی زندگی میں حاضر ہوا ہو۔

۲۶۔ اس مضمون سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اس دعا کے وقت بھی منہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہونا چاہیے۔ اگرچہ عام دعا کا ادب یہ ہے کہ منہ قبلہ کی طرف ہونا چاہیے لیکن اس وقت قبلہ کی طرف منہ کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پشت ہوتی ہے جو ادب کے خلاف ہے۔ اس لئے اس وقت اسی طرف منہ کر کے دعا کرے۔

حاضری کے لکھے جاتے ہیں اس سے کہیں زیادہ تواضع اور عجز و انکسار ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ آپ کی ذات ایسی شفیق ہے جس کی شفاعت مقبول ہے جس نے آپ کے درکار اداہ کیا وہ مراد کو پہنچا اور جو آپ کی چوکھ پر حاضر ہو گیا وہ نامرد نہیں رہا۔ جس شخص نے آپ کے وسیلہ سے دعا کی وہ قبول ہوئی اور جو مانگا وہ ملا۔ تحریب اور واقعات اس کی شہادت دیتے ہیں۔ اس لئے جتنا زیادہ ادب ہو سکے دریغ نہ کرے۔ اور یہ سمجھے گویا میں زندگی میں آپ کی مجلس میں حاضر ہوں۔ اس لئے کہ امت کے حالات کے مشاہدہ میں اور ان کے ارادہ اور قصد کے ظہور میں اس وقت آپ کی حیات اور ممات میں کوئی فرق نہیں۔ (مدخل اول)

۲۳۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھے۔ مناسک کے رسائل میں سلام کے الفاظ بہت سے نقل کئے گئے ہیں اس میں سلف کا معمول مختلف رہا ہے۔

۲۴۔ یہ نہایت اہم اور ضروری بات ہے کہ سلام پڑھتے وقت شور شغب ہرگز نہ کرے، نہ زور سے چلائے بلکہ اتنی آواز سے کہے کہ اندر تک پہنچ جائے۔ ملائی قارئی نے لکھا ہے کہ نہ تو زیادہ جھر ہوا ورنہ بالکل انخفا ہو بلکہ متوسط اور معتدل آواز حضور قلب اور اپنی بد اعمالیوں کی وجہ سے شرم و حیا لئے ہوئے ہو۔

حق تعالیٰ سبحانہ ولقدس نے قرآن پاک میں سورہ حجرات میں خصوصیت سے اس طرف تنبیہ فرمائی ہے۔ ارشاد والا ہے: يَا يَهَا الَّذِينَ امْنَوْا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ۔ الایة

اے ایمان والوں! اپنی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اوپھی نہ کرو اور نہ آپ سے ایسے زور سے گفتگو کرو جیسا کہ آپس میں ایک دوسرے سے گفتگو کرتے

مت پوچھ ان خرقہ پوشوں کی.....(قسط نمبر ۲۵)

از: مولانا مفتی سید محمد اسحاق نازکی قاسمی صاحب

حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانو تویؒ [علیہ رحمۃ اللہ الباری]

حضرت نانو تویؒ میدان تصنیف و تالیف میں

(۶) تحقیق الحجیۃ: ۱۲ صفحات کا ایک رسالہ ہے۔ مسلمانوں پر گوشت خوری کے سلسلے میں ہندوؤں کی طرف سے اعتراضات کے تسلی بخش جواب پرمنی ہے۔

(۷) اسرار قرآنی: ۲۰ صفحات پر مشتمل ہے جس میں تفسیری نکات اور قرآنی اسرار سے متعلق بحث کی گئی ہے۔

(۸) الحق الصریح: ۱۶ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ تراویح کی بیس رکعات کے ثبوت سے متعلق ہے۔

(۹) توثیق الكلام: ۱۶ صفحات پر مشتمل یہ رسالہ قراءت خلف الامام کے معربکہ الآراء مسئلہ سے متعلق ہے خالص متكلمانہ طرز کا ہے۔

(۱۰) انقاصل الاسلام: یہ کتاب ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے آریہ سماج کے بانی اور مشہور فلاسفہ پنڈت دیاندسر سوتی کے مذہب اسلام پر کئے گئے دس اعتراضات کا دندان شکن جواب ہے جس کی تاب نہ لا کر پنڈت جی راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

(۱۱) جواب ترکی بہتر کی: پنڈت کے مذہبی جانشیں آریہ سماجی لاہ

۲۷۔ اس کے بعد اگر کسی اور شخص نے اپنی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سلام عرض کرنے کی فرمائش کی ہو تو اس کی طرف سے بھی اس طرح سلام عرض کرے۔ السلام علیک یا رسول الله من فلاں بن فلاں یتشفع بک الی ربک آپ پر سلام اے اللہ کے رسول فلاں کی طرف سے جو فلاں کا بیٹا ہے اور وہ آپ سے اللہ کی پاک بارگاہ میں سفارش چاہتا ہے۔ پہلے فلاں کی جگہ اس شخص کا نام لے، دوسرے فلاں کی جگہ اس کے باپ کا نام لے۔ اگر عربی میں کہنا مشکل ہو تو اردو میں عرض کر دے کہ فلاں فلاں آدمیوں نے آپ کی بارگاہ میں سلام عرض کیا اور شفاقت کی درخواست کی ہے۔

۲۸۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنے کے بعد تقریباً ایک ہاتھ دائیں طرف ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھے۔ مشہور قول کے موافق حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر کے پیچے اس طرح سے ہے کہ حضرت صدیق اکبرؒ کا سر مبارک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے شانہ کے مقابل ہے اس لئے ایک ہاتھ دائیں جانب کو ہو جانے سے حضرت صدیق اکبرؒ کا سامنا ہو جاتا ہے۔

۲۹۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر سلام سے فراغت کے بعد ایک ہاتھ بائیں جانب ہٹ کر حضرت فاروق عظم رضی اللہ عنہ پر سلام پڑھے۔ اس لئے کہ مشہور قول کے موافق حضرت فاروقؓ کی قبر مبارک حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک کے پیچے ایسی طرح ہے کہ حضرت عمرؓ کا سر حضرت ابو بکر صدیقؓ کے شانہ کے مقابل ہے۔

مطابق ۷۸ء میں ایک مباحثہ ہوا تھا جس میں عیسائیوں، آریوں، ساتن دھرمیوں اور مسلمانوں کے چیزہ چیزہ فلاسفہ اور علماء تھے۔ یہ متكلمانہ انداز کی ایسی کتاب ہے جو قابل ادیان کے عنوان پر اپنی مثال آپ ہے۔ اسلام کی حقانیت اور برتری کو ایسے عقلی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے جو مخالفین نے بھی تسلیم کیا ہے اور ان کے مذاہب کے بطلان پر ایسے دلائل دیئے گئے ہیں کہ ان کو بجز راہ فرار کے کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

(۱۷) تقریروں پذیرہ: یہ کوئی تقریرنہیں تھی جس کو ضبط تحریر میں لا یا گیا ہے بلکہ یہ ایک مستقل تصنیف ہے۔ اس کتاب میں غیروں کو اسلام کی طرف دعوت دلائل اور براہین کی روشنی میں دی گئی ہے اور ارباب دانش و بنیش سے اپیل کی گئی ہے کہ وہ حق کو پہچانیں اور اس کو مان لیں اور باطل کو بھی جان لیں اور اسے چھوڑ دیں۔

(۱۸) تحذیرِ الناس: یہ درحقیقت ایک سوال کا جواب ہے جو چالیس صفحات پر محیط ہے اس میں عقیدہ ختم نبوت کی کو ہمه جھی صورت میں مضبوط دلائل کے ساتھ ثابت کیا ہے۔ عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ زنی کرنے والوں کے تمام چور دروازوں کو بند کیا گیا ہے۔ مگر افسوس مطلب پرستوں اور غنی ذہنوں والوں نے مفہوم کو سمجھا ہی نہیں ہے اور حضرت گو نعوذ باللہ۔ ختم نبوت کا منکر کہا۔ اللہ انہیں ہدایت دے۔ آمین۔

.....
جاری

آنندلال نے ”آریہ سماچار“ نامی اپنے ترجمان رسالے میں اسلام اور قرآن کریم پر اعتراضات کئے ہیں ان کے جواب میں یہ کتاب لکھی گئی ہے۔

(۱۲) قبلہ نما: ۱۰۳ صفحات پر مشتمل ہے۔ درحقیقت یہ ”انصار الاسلام“ کتاب کا دوسرا حصہ ہے جو صرف ایک اعتراض کے تفصیلی جواب پر محیط ہے کہ اسلام میں استقبال قبلہ کیوں ہے؟

(۱۳) ججۃ الاسلام: ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے بمصدقہ ع دریا کو کوزے میں بند کر دیا ہے۔ حقانیت اسلام پر ناقابل تردید دلائل اور باقی ادیان و مذاہب کے بطلان پر دندان شکن دلائل سے بھر پور بحث ہے۔

(۱۴) ہدیۃ الشیعۃ: شیعوں کے چند مشہور اعتراضات کے دندان شکن جوابات پر مشتمل کتاب ہے۔

(۱۵) آب حیات: یہ درحقیقت ”ہدیۃ الشیعۃ“ کا دوسرا حصہ ہے جس میں عقلی و نقلي دلائل سے مسئلہ ”حیاة النبی“، کو حل کیا گیا ہے۔ اس مسئلے پر اتنا مختصر مگر جامع و مانع بحث کسی عالم نے اب تک نہیں کی ہے مگر یہ بہت ہی مشکل اور دقیق کتاب سمجھی جاتی ہے۔ کتاب کی اہمیت اور ضرورت ہونے کے لئے یہ دلیل کافی ہے کہ حضرت شیخ البند جیسے عالم ربانی اور محدث جلیل و مفسر نبیل نے اس کتاب کو حضرت سے سبقاً سبقاً پڑھا ہے۔

(۱۶) مباحثہ شاہ بھانپور: شاہ جہاں پور (یوپی) میں بین المذاہب ۱۲۹۵ھ

عید کے مسنون اعمال

عید الاضحیٰ کے روز یہ چیزیں مسنون ہیں: صبح سوریٰے اٹھنا، غسل اور مسوک کرنا، پاک و صاف عمدہ کپڑے پہنانا، خوشبوگانا، عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا، عید گاہ کو جاتے ہوئے تکبیر تشریق باواز بلند پڑھنا۔

نماز عید

نماز عید کی دور رکعت ہیں مثل دوسری نمازوں کے۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں ہر رکعت کے اندر تین تکبیریں زائد ہیں۔ پہلی رکعت میں سب حانک اللهم الخ کے بعد قرأت سے پہلے تین تکبیریں اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے تین تکبیریں۔ ان زائد تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ اٹھانا چاہئے۔ پہلی رکعت میں دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں، تیسرا تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں۔ دوسری رکعت میں تینوں تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے جائیں۔ نماز عید کے بعد خطبہ سننا واجب ہے۔

قربانی

عید کی نماز کے بعد قربانی کا عظیم عمل شروع ہو جاتا ہے۔ جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ”سُنَّةُ أَبِي كُمْ إِبْرَاهِيمَ“ فرمایا ہے کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم علیہ

فضائل و احکام

عید الاضحیٰ و قربانی

اسلامی نقطہ نظر سے ماہ ذی الحجہ کافی اہمیت کا حامل ہے۔ قربانی اور عید الاضحیٰ کے اہم فرائض اسی ماہ میں انجام دئے جاتے ہیں۔

عشرہ ذی الحجہ

اس ماہ کے ابتدائی دس ایام کی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے۔ ان ایام کے ایک دن کا روزہ ایک سال کے برابر اور ایک رات کی عبادت شبِ قدر کے برابر قرار دی گئی ہے۔ عرفہ یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کا روزہ ایک سال ماضی اور ایک سال آئندہ گناہوں کا کفارہ بنتا ہے۔ عید کی رات میں عبادت خصوصاً موجب ثواب و برکت ہے۔

ایام تشریق

نویں ذی الحجہ یعنی عرفہ کی صبح سے تیرھویں ذی الحجہ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ایک مرتبہ تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے تکبیر یہ ہے:

”اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ
وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَلِلَّهِ الْحَمْدُ“

اگر امام تکبیر تشریق بھول جائے مقدمی پھر بھی تکبیر پڑھیں۔

قربانی کا جانور

بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ ایک آدمی کی طرف سے قربان کئے جاسکتے ہیں۔

ان کی عمر ایک سال ہوئی چاہیے۔ البتہ اگر بھیڑ یا دنبہ چھ ماہ کا ہو اور اتنا موٹا تازہ ہو تو کہ سال بھر کے بھیڑوں اور دنبوں میں اگر چھوڑ دیا جائے تو کچھ فرق معلوم نہ ہوتا۔ اس کی قربانی جائز ہے۔ گائے، بیل، بھینس کی عمر دو سال سے کم نہیں ہوئی چاہیے اس کی اوانت کی عمر پانچ سال سے کم نہیں ہوئی چاہیے گائے، بیل، بھینس، اوانت میں سات آدمیوں کی طرف سے قربانی ہو سکتی ہے۔

قربانی کا جانور کیسا ہو

جس جانور کے پیدائشی سینگ نہ ہوں اس کی قربانی جائز ہے اگر سینگ بیچ سے ٹوٹ گیا تو بھی قربانی جائز ہے لیکن اگر جڑ سے اکھڑ گیا تو جائز نہیں۔ اندھے اور کانے جانور کی قربانی بھی جائز نہیں۔ جس جانور کی دم یا کان تھائی سے زیادہ کٹا ہو اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ جو جانور اتنا کمزور ہو کہ ذبح خانے تک نہیں جا سکتا یا ایک ٹانگ اتنی لگنڈری ہے کہ زمین پر نہیں رکھ سکتا۔ اس کی قربانی بھی جائز نہیں۔ جس جانور کے پیدائشی کان نہیں یا دانت اکثر یا بالکل نہیں اس کی بھی قربانی جائز نہیں۔ خصی کی قربانی جائز بلکہ بہتر ہے۔

السلام کی سنت ہے۔ نیز فرمایا کہ ”قربانی کے بدن پر جس قدر بال ہوتے ہیں ہر بال کے بد لے ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ اور ذبح کے وقت خون کا قطرہ گرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتے ہیں“۔ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ ”جو باوجود طاقت رکھنے کے قربانی نہ کرے وہ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے“۔

نصاب قربانی

قربانی ہر بالغ عاقل مسلمان پر واجب ہے جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال حاجت اصلیہ سے زیادہ ہو۔ اس مال میں سونا چاندی، مال تجارت اور ضرورت سے زیادہ گھر بیو سامان و مکان بھی شامل ہیں۔ قربانی میں مال پر سال کا گذرنا شرط نہیں۔

ایام قربانی

قربانی کے تین دن ہیں دسویں، گیارہویں اور بارہویں ذی الحجه۔ مگر قربانی کیلئے پہلا دن افضل ہے، پھر دوسرا اور پھر تیسرا۔ رات کو بھی قربانی کرنا جائز ہے مگر بہتر اور پسندیدہ نہیں۔ نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔ البتہ اگر گاؤں اور دیہات والے (جہاں عید کی نماز نہیں ہوتی) صح صادق کے بعد قربانی کرنا چاہیں تو جائز ہے۔

کھال و رسی

قربانی کی کھال کو اپنے کام میں لانا مثلاً جائے نماز بنا جائز ہے۔ لیکن صدقہ کرنا افضل ہے۔ اس کی رسی کو بھی خیرات کیا جائے۔ اگر اس کو فروخت کیا گیا تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے۔ اور زکوٰۃ و فطرہ کی طرح اسکو غریبوں اور مسکینوں کو دیا جائے۔ مدارس اسلامیہ کے مستحق طلباء کا بہترین مصرف ہیں کہ اس میں دو ثواب ہیں۔ ایک غریبوں کو دینے کا، دوسرا ہے اشاعت علم دین کا۔

ضروری گذارش

آتش بازی، لاثری، جوا، بے پر دگی، فضول خرچی و اسراف وغیرہ عام دنوں میں بھی ناجائز ہیں عید کے دن ان کاموں میں مشغول ہونا اور زیادہ برائے۔ ان چیزوں سے خود بھی بچیں اور اپنی اولاد کو بھی بچائیں بلکہ زائد رقم کو فقراء و مساکین پر خرچ کریں۔ ہمارے وطن کشمیر میں اس وقت غریبوں، مسکینوں، یتیموں، بیواؤں اور پریشان حالوں کی کمی نہیں ہے لہذا اپنے مال کو خرافات میں ضائع کرنے کے بجائے ان مستحقین پر خرچ کریں۔ باطل فرقہ عیسائی، مرزاںی وغیرہ اس وقت ان غریبوں کی مجبوری کا فائدہ اٹھا کر مالی امداد دیکر ان کو مرتد بنانے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور مسلمان اپنے روپے پریے فضولیات میں خرچ کر رہے ہیں۔ اللہ کیلئے خیال کریں۔

قربانی اور اس کا گوشت

اپنی قربانی کو خود ذبح کرنا بہتر ہے۔ اگر ذبح کرنا نہیں جانتا ہے تو دوسرے سے ذبح کرانے کے وقت خود وہاں کھڑا رہنا بہتر ہے۔ قربانی کو قبلہ روٹھا میں اور یہ دعا پڑھیں:

إِنِّي وَجَهْتُ وَجْهِي لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا آنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرُّتُ وَأَنَّا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ أَللَّهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ بِسْمِ اللَّهِ الَّلَّهِ أَكْبَرُ

کہمکر ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

۝ أَللَّهُمَّ تَقْبَلْهُ مِنِّي كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِيبِكَ مُحَمَّدٍ وَخَلِيلِكَ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ

قربانی کا گوشت فروخت کرنا جائز نہیں ہے اور نہ مزدوری میں دینا جائز ہے۔ بہتر یہ ہے کہ تین حصے کر کے ایک حصہ غرباء اور مساکین کو، ایک حصہ اعزہ و اقرباء کو اور ایک حصہ اپنے اہل و عیال پر خرچ کرے۔ لیکن خیال رہے کہ مرزاںی اور قادریانی لوگوں کو قربانی کا گوشت نہ دیا جائے نہ ان سے لیا جائے۔ نیز اگر کوئی کسی دوسرے کی طرف سے قربانی کرے وہ بھی جائز ہے۔

جس بات کا آپ کو حکم دیا گیا ہے اس کو کرگز ریئے اس کے بعد قرآن کریم میں یہ بھی موجود ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا جواب تھا سَتَّ جُدُنْ إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الْصَّابِرِينَ۔ اسماعیل علیہ السلام نے کہا: ابا جان آپ مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والا پائیں گے۔ آگے قرآن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اللہ کے حکم کو پورا کرنے لگے اور ان کو زمین پر لٹا دیا تو ہم نے آواز دی کہ اے ابراہیم خواب تھے ہو چکا۔ تم نے اللہ کے حکم کی تعمیل کر لی جو کام تم کو کرنا تھا وہ تم نے کر دیا، تم نے حکم پورا کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑ دی تھی۔ ابراہیم علیہ السلام کو چھوڑ دو۔ روایات میں ہے کہ آواز آئی اور آسمان کی طرف سے آواز آئی۔ ابراہیم علیہ السلام نے جب اوپر کی طرف دیکھا تو جریل علیہ السلام ایک مینڈھا لے کر آرہے ہیں اور مینڈھا لا کر آپ کے سامنے کھڑے حاضر اور موجود تھے۔

یہاں ایک نکتہ کی بات یہ ہے کہ جب جریل جنت سے مینڈھا لیکر حضرت ابراہیم کی خدمت میں لا رہے تھے تو ان کو یہ خطرہ ہوا کہ کہیں میرے پہوچنے سے پہلے ابراہیم علیہ السلام اسماعیل علیہ السلام کو ذبح نہ کر دیں یک دم و یک زبان ان کے منہ سے اللہ اکبر، اللہ اکبر نکلا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جریل علیہ السلام کے جواب میں لا الہ الا اللہ واللہ اکبر کہا۔ اسی وجہ سے اس وقت سے

قربانی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار

انتخاب و ترتیب: مفتی محمد عنایت اللہ حبیبی صاحب
استاذ دارالعلوم رحیمیہ باہدی پورہ
اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی حیات طیبہ کو بھی خصوصیت بخشی اور ان کے افعال اور بیش بہا قربانیوں کو بہت پسند فرمایا ہے۔ انہوں نے بھرتوں کی، اپنے اہل و عیال کو اللہ کے حکم سے وادی غیر ذرع میں چھوڑ دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی کو اللہ کی توفیق اور اللہ تعالیٰ کے حکم سے اللہ کے گھر یعنی خانہ کعبہ کی تعمیر کی سعادت بھی عطا ہوئی۔ گویا کہ آپ کی حیات مبارکہ میں تاریخ اسلام کے کئی اہم واقعات پیش آئے۔

ان ہی میں سے اللہ کے حکم کے مطابق اپنے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو قربانی کے لئے اللہ کے حضور پیش کرنا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یُبَيِّنَ أَنِّي أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَا ذَا تَرَى۔ ابراہیم نے کہا! اے میرے پیارے بیٹے میں خواب دیکھتا ہوں کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں۔ قرآن کریم حضرت اسماعیل علیہ السلام کے جواب کی منظر کشی اس طرح کر رہا ہے فرمان ہے: يَا أَبَتِ افْعُلُ مَا تُؤْمِرُ اسماعیل علیہ السلام نے کہا اے ابا جان

سے قربانی کرو۔ (معارف القرآن۔ معارف الحدیث)

عشرہ ذی الحجہ، عرفہ کا دن، عید کا دن اور تشریق کے ایام
مناسکِ حج میں شرکت اور حاجیوں کے ساتھ مشاہدہ

حضرت امام سلمہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب ذی الحجہ کا پہلا عشرہ شروع ہو جائے اور تم میں سے کسی کو قربانی کرنے کا ارادہ ہو تو اس کو چاہیئے کہ اب قربانی کر لینے تک اپنے بال یا ناخن بال کل نہ تراشے۔

اللہ کی رحمت کافی وسیع ہے اور عام ہے اس نے ایمان والوں کو موقعہ دیا کہ جب حج کے دن آئیں اور وہ اپنی جگہ پر اپنے گھر پر ہوتے ہوئے بھی حاج جرام کے ساتھ نسبت اور مشاہدہ قائم کریں اور ثواب کے عمل میں شریک ہو جائیں حاجی احرام باندھنے کے بعد بال یا ناخن نہیں تراشتا اسی طرح وہ مسلمان جو قربانی کا ارادہ رکھتے ہیں ذی الحجہ کا چاند نظر آنے کے بعد بال اور ناخن نہیں تراشتا تاکہ حاجیوں کے ساتھ مناسبت قائم کر کے حج کے انوارات اور برکات میں بھی حصہ لیتا ہے۔

مذکورہ بالا حدیث کو مد نظر رکھتے ہوئے اکابرین اور نیک لوگوں کا عمل ہے کہ وہ ۳۰۹ یا ۳۱۰ ذی قعده کو ہی یا پھر قربانی کر لینے کے بعد ہی اپنے بال یا ناخن تراش لیتے تھے۔

(الفیہ الحدیث)

آج تک تکمیر تشریق کی جاتی ہے۔

بہر حال حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جنت کا مینڈھا عطا کیا گیا اور انہوں نے اللہ کے حکم سے اپنے بیٹے کے بجائے اس کی قربانی کی۔

اس تاریخی واقعہ کو بطور یادگار بھی اور باعتبار حکم بھی فریضہ کے طور پر اس امت میں موجود رکھا گیا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں اور احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں جس کو امام احمد بن حنبل نے نقل فرمایا ہے تذکرہ ہے اس کا ایک حصہ پیش ہے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ قربانی کیا ہے تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے ابا جان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ نے عرض کیا ہمارے لئے اس میں کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر بال کے بد لے میں ایک نیکی ہے صحابہ نے عرض کیا اگر اون ہو تو کیا ملے گا۔ آپ نے فرمایا اون کے ہر بال کے بد لے میں ایک نیکی ملتی ہے۔

اور امام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ذی الحجہ کی دس تاریخ یعنی عید الاضحیٰ کو انسان کا سب سے محبوب عمل قربانی کرنا ہے اور قربانی کا جائز قیامت کے دن اپنے سینگوں، بالوں اور کھروں کے ساتھ زندہ ہو کر آئے گا۔ اور قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے اللہ کی رضا اور مقبولیت کے مقام پر پہونچ جاتا ہے۔ تو اے خدا کے بندو! دل کی خوشی

ذی الحجہ کے پہلے عشرہ کے اعمال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کی عبادت کے لئے سب سے بہترین ایام ذی الحجہ کے دس دن کی عبادت ہے کہ اس کے ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزے کے برابر ہے اور اس کی ایک رات کی عبادت پورے ایک سال کی راتوں کی عبادت کے برابر ہے۔

عرفہ کے دن کا روزہ

حضرت ابو قادہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عرفہ کے دن روزہ رکھنے والے کے بارے میں مجھے اللہ سے امید ہے کہ وہ پچھلے ایک سال کے اوراگے ایک سال کے گناہ معاف کر دے گا۔

عید کے دن اور تشریق کے ایام میں روزہ نہیں رکھنا چاہیے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن روزہ رکھنے سے منع فرمایا۔ دوسری روایت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایام تشریق کھانے پینے اور ذکر اللہ کرنے کے دن ہیں۔

اسی لئے فقہاء کرام نے دونوں عیدوں کو ایام تشریق میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا ہے۔

شمع فروزان

پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کا

حضرت عائشہؓ سے نکاح

از: حضرت مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی مدظلہ

نبی کی حیثیت عام انسانوں کی نہیں ہوتی۔ وہ خالق کائنات کا نمائندہ اور اس کی مرضیات کا ترجمان ہوتا ہے، اس کا اٹھنا بیٹھنا، چنان پھرنا، کھانا پینا، دوستوں اور دشمنوں کے ساتھ اس کا رویہ، سفر و حضر، غرض کے زندگی کا ایک ایک لمحہ اور ایک ایک حرکت و عمل انسانیت کے لئے اسوہ اور نمونہ ہوتا ہے، اس کے بولنے میں بھی انسانیت کے لئے سبق ہے اور اس کی خاموشی میں بھی، بوت کا سلسلہ جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مکمل ہو گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی آیا ہے اور نہ آ سکتا ہے، اس لئے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سودو سو اور ہزار دو ہزار سال کے لئے نہیں، بلکہ قیامت تک کے لئے نمونہ ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت و سنت کی اتباع میں آخرت کی بھی فلاح ہے اور دنیا کی بھی کامیابی ہے۔

زندگی کا ایک اہم شعبہ ازدواجی اور خاندانی زندگی ہے، جس سے ہر انسان گزرتا ہے، ہر شخص حاکم اور قاضی نہیں بتا، ہر شخص تجارت اور کاروبار نہیں کرتا، لیکن

متعدد نکاح کئے، اگر ان نکات کو ملحوظ رکھا جائے تو وہ بہت سی غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی، جو اعداء اسلام کی طرف سے پھیلائی جاتی ہیں، جن میں سے ایک حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح بھی ہے، حقیقت یہ ہے کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ پہلے جبیر ابن مطعم کے لڑکے سے طے ہو چکا تھا، یہ خاندان ابھی مسلمان نہیں ہوا تھا، جبیر کی بیوی نے کہا کہ اگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کی لڑکی ہمارے گھر آگئی تو ہمارا گھر بھی بد دین ہو جائے گا، اس لئے ہم کو یہ رشتہ منظور نہیں (مسند احمد ۲۱۱/۶)۔ اس لئے یہ رشتہ ختم ہو گیا۔

پھر جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہو گیا تو حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت سودہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ پیش کیا، حضرت سودہ رضی اللہ عنہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم عمر تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے نکاح فرمایا اور بعض غبی اشاروں کی بنا پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے رشتہ کو بھی قبول فرمایا، اور حضرت خولہ رضی اللہ عنہا سے خواہش کی کہ وہ اس بات کو آگے بڑھائیں، حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ بات رکھی، حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یوں تو یہ رشتہ دل و جان محبوب تھا، لیکن چوں کہ زمانہ جاہلیت میں منه بولے بھائی کی بیٹی سے نکاح کو حرام سمجھا جاتا تھا، اس لئے اس پر تأمل ہوا، جب حضرت خولہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بات بتائی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

تقریباً ہر شخص خاندان کا حصہ ہوتا ہے، شادی بیاہ کے مرحلہ سے گزرتا ہے اور اس کے ذریعہ ایک نیا خاندان وجود میں آتا ہے، خاندان کا حصہ مرد بھی ہوتے ہیں اور عورتیں بھی ہوتی ہیں، اس کو قدم قدم پر رہنمائی کی ضرورت پیش آتی ہے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم لوگوں کے مقابل زیادہ نکاح کی اجازت دی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف قبائل میں نکاح کئے، جس سے اسلام کی اشاعت میں مدد ملی، خواتین نیز خاندانی زندگی سے متعلق احکام کی تفصیلات مہیا ہوئیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بحیثیت مجموعی جن خواتین سے نکاح کیا، ان کی تعداد گیارہ ہے، ان میں ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ سب کی سب بیوہ یا مطلقہ تھیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلا نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کیا جو عمر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پندرہ سال بڑی تھیں اور ایک بیوہ خاتون تھیں، پچھن سال کی عمر ہونے تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ایک ہی بیوی رہیں، حضرت خدیجہ اور ان کے بعد حضرت سودہ، زندگی کے آخری اٹھ سالوں میں بقیہ ازواج آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں۔

غرض کہ پہلا نکاح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھیں سال کی عمر میں چالیس سال کی خاتون سے کیا، دوسرے ایک کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں بیوہ یا مطلقہ تھیں، تیسرا جوانسانی زندگی میں اصل زمانہ شباب ہوتا ہے، اس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ہی بیوی پر اکتفا فرمایا اور عمر کے آخری مرحلہ میں

جو حدیثیں منقول ہیں، ان کی تعداد ۲۲۱۰ ہے، (سیر اعلام النبلا، ۱۳۹/۲) سات صحابہ وہ ہیں جن کوروایت حدیث میں مکثر یہ کہا جاتا ہے، یہ وہ صحابہ ہیں، جنہوں نے ایک ہزار سے زیادہ حدیثیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں، ان میں جہاں چھ مردوں کے نام ہیں، وہیں ایک نام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بھی ہے۔ فتاویٰ میں بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا پایہ بہت بلند تھا اور ان کا شمار عہد صحابہ کے ان اصحاب فتویٰ میں ہوتا تھا، جنہوں نے کثرت سے فتاویٰ دیئے ہیں، ماضی قریب کے معروف عالم و فقیہ ڈاکٹر رواش قلعہ جی نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فتاویٰ کو ”موسوعہ فقہ عائشہ“ کے نام سے جمع کیا ہے، جو ۶۷ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس سے فقہ و فتاویٰ کے میدان میں ان کی خدمت کا اندازہ کیا جاسکتا ہے، عربی زبان میں ایک اصطلاح ”استدراک“ کی ہے، کسی شخص کی بات یا تصنیف میں کوئی غلطی یا غلط فہمی ہو تو اس کی اصلاح کو استدراک کہتے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اکابر صحابہ پر استدراک کیا ہے، جس کو علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے ”عین الاصابة فی استدراک عائشہ علی الصحابة“ کے نام سے جمع کیا ہے اور اہل علم کی رائے ہے کہ عموماً ان استدراکات میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا نقطہ نظر زیادہ درست ہے، پھر یہ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا جیسی ذہین خاتون کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں ہونے کی وجہ سے خواتین اور خاندانی زندگی سے متعلق بہت سارے مسائل کا حل ان ہی کی روایات سے ہوا

کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ دینی بھائی ہیں نہ کہ سگے بھائی، اس لئے ان کی بچی سے میرا نکاح ہو سکتا ہے پھر وہ کھٹک بھی دور ہو گئی، اس طرح حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا، نکاح کے وقت راجح قول کے مطابق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی عمر چھ سال تھی اور خصتی کے وقت نوسال، دوسرے قول کے مطابق نکاح کے وقت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اٹھاڑہ سال تھی لیکن نوسال والی روایت کو امام بخاریؓ نے اپنی کتاب میں نقل کیا ہے اور اہل علم کے نزدیک یہی روایت زیادہ صحیح ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے کئی بڑے فوائد حاصل ہوئے:

ایک تو جاہلیت کی یہ رسم ختم ہو گئی کہ منه بولا بھائی سگے بھائی کی طرح ہے اور سگے بھائی کی بیٹی کی طرح اس کی بیٹی سے بھی نکاح کی ممانعت ہے۔ اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل کے ذریعہ اس جاہلناہ رسم کے خاتمه کا اعلان نہ کیا ہوتا اور صرف زبانی ہدایت پر اکتفا کیا ہوتا تو شاید بھائی اور بھتیجی کے مصنوعی رشتہ کا تصور آسانی سے ختم نہیں ہوتا اور صدیوں سے آئے ہوئے اس رواج کی مخالفت لوگوں کو گوارا نہیں ہوتی، لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود منہ بولے بھائی کی صاحبزادی سے نکاح کر لیا تو یہی شے کے لئے یہ تصور ختم ہو گیا۔

دوسرے: اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو غیر معمولی ذوکات و ذہانت سے نوازا تھا، ۳۵۰ صحابہ و تابعین نے ان سے حدیث حاصل کی اور ان سے

کبھی حضرت ابو بکرؓ کو پچھتاوا ہوا کہ عمر کے کافی تفاوت کے ساتھ آپ نے اپنی صاحبزادی کا نکاح کر دیا اور نہ خود حضرت عائشہؓ کو بلکہ وہ اس نسبت کو اپنے لئے باعث عزت و افتخار سمجھتے تھے اور جب ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو اختیار دیا کہ چوں کہ آپ کے ساتھ رہتے ہوئے بہت صبر و شکر کی زندگی گزارنی پڑتی تھی، اس نے ازواج مطہرات اگر چاہیں تو اپنے حقوق لے کر علیحدگی اختیار کر لیں تو سب سے پہلے حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہ نے اس کو درکر دیا۔ اور کہا کہ وہ ہر حال میں آپ کے ساتھ ہی رہیں گی، رشتہ نکاح کا تعلق اصل میں بیوی کے ساتھ ہوتا ہے تو جب بیوی خود اس رشتہ کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتی ہو اور خوش دلی کے ساتھ باعث افتخار جانتے ہوئے اس پر راضی رہے تو کیسے کسی کو اس پر اعتراض کا حق ہو سکتا ہے؟

جہاں تک نکاح کے وقت کم سنی کی بات ہے تو اس کا تعلق اصل میں سماجی تعامل و روانی، موتی حالات اور غذا سے ہے، اسی لئے مختلف علاقوں میں بلوغ کی عمریں الگ الگ ہوتی ہیں، عرب میں کم عمری میں اڑکیوں کے نکاح کا رواج تھا، عہد نبوت میں بھی اور آپ کے بعد بھی اس کی کئی مثالیں ملتی ہیں، جن میں دس سال سے کم عمر میں اڑکیوں کا نکاح کر دیا گیا اور جلد ہی وہ ماں بھی بن گئی۔ خود حضرت عائشہؓ کے نکاح میں حضرت خولہؓ نے رشتہ پیش کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے رضائی بھائی

ہے، اس لئے امت کو آپ کے ذریعہ علمی اور فکری فائدہ پہنچا، وہ بظاہر کسی اور سے نہیں ہو سکتا تھا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا ۲۷ رسال زندہ رہیں، اور ان کی ہدایت و اصلاح اور تعلیم و تربیت کا چشمہ جاری رہا، کہا جاتا ہے کہ بیس سال میں ایک نسل بدل جاتی ہے، اس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی دو نسلیں ان سے فیضیاب ہوئیں، یہ اسی لئے ممکن ہو سکا کہ وہ کم عمری میں آپ کے نکاح میں آگئی تھیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ اس نکاح کے ذریعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سب سے بڑے معاون و مددگار حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور ان کے خاندان کو عزت سے سرفراز فرمایا، چار رفقاء نے سب سے بڑھ کر آپ کی مدد کی، ان میں سے دو حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کی صاحبزادیوں کو آپ نے اپنے نکاح میں لے کر عزت بخشی، اور دور رفقاء حضرت عثمانؓ و حضرت علیؓ کے نکاح میں اپنی صاحبزادیوں کو دے کر عزت افزائی کی، اور اس طرح آپ نے ان چاروں دوستوں کی قربانی کے مقابلہ دلداری فرمائی، آپ ابو بکر کو کتنی ہی نعمتیں دے دیتے، لیکن حضرت عائشہؓ رضی اللہ عنہا سے نکاح کی وجہ سے اس خاندان کو جو عزت ملی اور جو سعادت حاصل ہوئی، وہ کسی اور طرح نہیں ہو سکتی تھی، اس لئے نہ

شادی کر دینی چاہیے۔ (گوتما: ۱۵۔۔ ۲۱) اور یہ کہ باپ کو چاہیے کہ اپنی لڑکی کی شادی اسی وقت کر دے جب وہ بے لباس گھوم رہی ہو، کیوں کہ اگر وہ بلوغت کے بعد بھی گھر میں رہی تو اس کا گناہ باپ کے سر ہو گا۔

(بجواہ: [htm/www.payer.de.dharam shastra/dharmasha083:htpp,88.many ix](http://www.payer.de.dharam shastra/dharmasha083:htpp,88.many ix))

منوسمرتی میں میاں بیوی کی شادی کی عمر یوں مقرر کی گئی ہے: لڑکا ۳۰۰ ر

سال اور لڑکی ۱۲ سال، یا لڑکا ۲۳ سال اور لڑکی ۸ سال

مہا بھارت میں شادی سے متعلق جو ہدایت دی گئی ہے، اس میں لڑکی کی عمر ۱۰ سال اور یہ رسال ہے، جب کہ شلوکاں میں شادی کی کم از کم عمر ۲۳ سے ۶ سال اور زیادہ سے زیادہ ۸ سال مقرر ہے۔

آج کل برادران وطن رام جی کو سب سے آئینہ دل شخصیت مانتے ہیں تو رامائیں سے پتہ چلتا ہے کہ رام اور سیتا کی شادی کے وقت سیتا کی عمر صرف چھ سال تھی۔

(رامائیں، ارینہ کا نہ، سرگ: ۲۷، اشلوک: ۱۱، ۱۰)

غرض یہ کہ کم عمری میں لڑکی کا نکاح اور بیوی و شوہر کے درمیان عمر کا فرق طفین کی باہمی رضا مندی، معاشی رواج، موسم، صحت اور بلوغ سے متعلق ہے، مشرق و مغرب کے اکثر سماج میں کم عمر لڑکیوں کا نکاح ہوتا رہا ہے، مختلف مذہبی کتابوں میں نہ صرف اس کی اجازت دی گئی ہے، بلکہ اس کی ترغیب دی گئی ہے، اور خاص کر ہندو سماج میں اس کا رواج زیادہ رہا ہے اور مذہب کی مقدس شخصیتوں نے اس عمر میں نکاح کیا ہے۔

ہونے کا بھی عذر کیا، لیکن عمر کے تقاضا پر کسی تامل کا اظہار نہیں کیا۔ پھر یہ کہ حجاز کا موسم گرم ہوتا ہے اور اس زمانے میں وہاں کی غذا کھجور اور انڈی کا دودھ ہوا کرتا تھا جس میں بہت زیادہ غذا نہیں پائی جاتی تھی، اس لئے وہاں کے حالات کو ہندوستان پر قیاس نہیں کرنا چاہیے۔

اس کے علاوہ یہ بات بھی قبل توجہ ہے کہ دنیا کے دوسرے مذاہب میں بھی کم عمر لڑکیوں کی شادی کا رواج رہا ہے۔ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ حضرت مریم علیہا السلام کسی کی بیوی نہیں بنیں، اور مجرماتی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش ہوئی، لیکن عیسائیوں کے بعض فرقوں کا خیال ہے کہ جو سف نامی شخص سے حضرت مریم کا نکاح ہوا تھا، اس وقت جو سف کی عمر ۹۹ رہیں اور حضرت مریم کی بارہ برس تھی، ۱۹۸۳ء تک کیتھولک کینان نے اپنے پادریوں کو بارہ سال کی لڑکی سے شادی کرنے کی اجازت دے رکھی تھی، امریکہ کے اسٹیٹ آف ڈیلیوریا میں ۱۸۸۰ء تک لڑکی کی شادی کی کم سے کم عمر ۸ سال اور کیلی فورنیا میں ۱۰ سال مقرر تھی، یہاں تک کہہ جاتا ہے کہ امریکہ کی بعض ریاستوں میں لڑکیوں کی شادی کی عمر کافی کم رکھی گئی ہے، امریکہ کی ایک ریاست ”میسیپیس“ ہے، جہاں لڑکیوں کی شادی کی عمر ۱۲ سال مقرر ہے اور ایک دوسری ریاست ”نیو ہمپشیر“ میں ۱۳ سال مقرر ہے۔

اگر ہندو مذہب کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں کم عمری کی شادی کی بہت حوصلہ افزائی کی گئی ہے۔ منوسمرتی میں ہے کہ لڑکی کے بالغ ہونے سے پہلے اس کی

علیہ وسلم نے اس طرح چٹکی لگا کر اشارہ کیا اس طرف کہ وہ شخص چل دیا یعنی دنیا سے رخصت ہو کر حق تعالیٰ شانہ سے جاما، بعد میں اس کے کرونے والے بھی کم ہوں، اس کا ترکہ بھی کم ہو۔ (کذافی المنشکوۃ، ج ۲ ص ۲۲۲)

اسی طرح پہلے زمانے میں نقطے وغیرہ لگانے کا رواج نہ تھا، بعض راویوں کے نام کا املا ایک ہی طرح ہوتا ہے مثلاً ایک راوی ہیں عَبَّاس ایک ہیں عَيَّاش۔ یا ایک راوی حَبَاط ہیں ایک حَبَاط ہیں املا سب کا ایک طرح۔ نقطے لگانے کا دستور نہیں ہے۔ مطالعہ سے کیسے پتہ چلے گا کہ یہ کیا لفظ ہے، استاذ بتائے گا تو معلوم ہو گا۔ یا نقطے بھی لگا دیئے پھر بھی اشتباہ ہو گا۔ ایک راوی ہیں اُسید ایک ہیں اُسید ایک ہیں اُسید املا تینوں کا نقطوں کے اعتبار سے بھی ایک ہی ہے جیسا کہ حروف کے اعتبار سے ایک ہے بغیر استاذ کے تعین نہ ہو سکے گی۔

محمدث ابوالہیمہ کا حال

محمدثین میں ایک محدث ابوالہیمہ ہیں، ترمذی کے راوی ہیں لیکن محمدثین کے نزدیک ضعیف ہیں، اس واسطے کہ ان کے استاذ نے ان کو کتاب دیدی تھی اس سے احادیث بیان کیا کرتے تھے اصولیین اور محمدثین کی اصطلاح میں اس کو مناولہ کہتے ہیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے روایت بیان کی احتجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی المسجد یعنی بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں چھپنے لگوائے سائل نے پوچھا هل فی مسجد بیته کیا گھر کی مسجد میں؟ فرمایا نہیں۔ بل فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ مسجد بنوی میں۔ اس پر اشکال ہوتا تھا کہ جماعت یعنی چھپنے لگانے میں خون نکلتا ہے وہ مسفوح (بہتا خون) مسجد میں نکالنا

ملفوظات فقیہ الامت

حضرت اقدس مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی علیہ الرحمہ
انتخاب: محمد عنایت اللہ

بغیر استاذ کے حدیث کا حل

ارشاد فرمایا کہ اگر کوئی شخص یہ سمجھتا ہے کہ میں حدیث و قرآن کو بغیر استاذ کے خود حل کر لونگا محضر اس بنا پر کہ اس نے کچھ عربی پڑھ لی ہے یا عرب کے علاقہ میں کچھ دن رہ لیا ہے جس سے کچھ لوٹی پھوٹی عربی بول چال آگئی ہے یا وقت مطالعہ کا زعم ہے تو اس کا یہ خیال خام ہے سوداء و جنون ہے یہاں تو اساتذہ سے پڑھنا ضروری ہے بغیر استاذ کے قرآن و حدیث کو حل نہیں کر سکتا لکھنی ہی روایات ایسی ہیں جن کو بغیر استاذ کے حل نہیں کیا جاسکتا۔ مثلاً ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ آدمی بہت اچھا ہے جس کا کار و بار زیادہ پھیلایا ہوانہ ہو، جان پیچان لوگوں سے کم ہو۔ گنمای کی زندگی گزار رہا ہو۔ سر اولانیۃ اللہ کی عبادت میں مشغول ہو، اس کے بعد راوی کہتے ہیں ”تم نقد“، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے روپیہ پر کھا۔ بغیر استاذ کے یہاں آدمی جھک مارے گا اس کو حل نہ کر سکے گا سوچے گا کہ یہاں روپیہ پر کھنے کا کیا مطلب، استاذ بتائے گا کہ پہلے زمانہ میں روپیہ کے کھرا کھوٹا ہونے کو چنکی لگا کر پہنچانتے تھے بیچ کی انگلی اور انگوٹھے پر اس کو کھکھلانے سے چٹکی لگاتے، اس سے روپیہ آواز کرتا اور اس کی آواز سے پتہ چلتا کہ یہ کھرا ہے یا کھوٹا۔ حضور اقدس صلی اللہ

اخبار دارالعلوم

تعطیلات کے بعد و بارہ تعلیمی کاموں کی ابتداء

رمضان المبارک کی تعطیلات سے فارغ ہونے کے بعد حسب دستور اور ضابطہ شوال المکرم میں داخلوں کا عمل شروع ہوا۔ شعبہ حفظ و ناظرہ کے قدیم طلبہ بالکل ابتداء میں مدرسہ تشریف لائے۔ اور اپنی پڑھائی میں مشغول ہو گئے۔ اس کے فوراً بعد عربی شعبہ کے طلباء کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا اور حسب اعلان ۹ شوال المکرم ۱۴۲۳ھ (یعنی ۱۱ مئی ۲۰۲۲ء) بدھ کو صبح دن بجے دارالعلوم رحیمیہ کی مسجد تشریف میں حاضر طلبہ اور اساتذہ کی موجودگی میں ناظم صاحب دارالعلوم رحیمیہ نیپسٹم اللہ کرا کے نئے سال کی تعلیمی سرگرمیوں کا آغاز فرمایا، اہم نصائح اور ہدایات سے بھی نوازا، اور بارگاہ الہی میں دعا بھی کی کہ اللہ تعالیٰ علم نافع، عمل صالح اور اخلاق فاضلہ سے سبھی کو فیض یاب فرمائے۔

کئی سال کے توقف کے بعد معمول کے داخلے شروع ہوئے۔ ابتدائی خلاصہ کے مطابق اب تک داخل شدہ طلبہ کی تعداد مندرجہ ذیل ہے:

الف: شعبہ عربی تکمیلات اور فارسی وغیرہ: 257

ب: شعبہ ناظرہ و حفظ مع تکمیل و تجوید: 159

مکاتب میں پھر سے تعلیم کا سلسلہ شروع ہو گیا، الحمد للہ۔ پچوں نے مکاتب میں آکر تعلیم کا سلسلہ شروع کیا۔ اس طرح سے گاؤں اور محلوں میں قرآن پاک اور ضروریات دینیہ کے حصول کا سلسلہ پھر سے تازہ ہوا۔ اب تک کے مکاتب کا خاکہ

کہاں درست ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ لفظ اجتماع نہیں بلکہ احتجر ہے یعنی بوریا کھڑا کر کے جھرہ کی شکل بنالیا کرتے تھے۔ احتجر کی رائے میم کی شکل ہو گئی۔ اس لئے احتجر کا اجتماع بن گیا۔ یہ خرابی اسی سے پیدا ہوئی کہ استاذ سے اس لفظ کو نہیں سنا۔

الدین النصیحة کی تشریع

ایک صاحب نے دریافت کیا کہ حضرت حدیث ”الدین النصیحة“ (ترمذی، ج ۲ ص ۱۲، بخاری ج ۱ ص ۱۳) میں نصیحت سے کیا مراد ہے؟ تو ارشاد فرمایا کہ نصیحت کے معنی آتے ہیں پھٹے ہوئے کپڑے کو سینا، روکرنا، اسی لئے درزی کو ناصح اور نصائح کہا جاتا ہے۔ (کذافی مصباح اللغات) حدیث میں اس سے مراد خیر خواہی ہے ”والحاصل انها ارادۃ الخیر للمنصوح له“ یعنی امراہم دین میں خیر خواہی ہے حق تعالیٰ شانہ اور س کی کتاب کے لئے بھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ائمہ مسلمین اور عام اہل اسلام کے لئے بھی، پھر حق تعالیٰ شانہ کے لئے خیر خواہی کا مطلب یہ ہے کہ اس کی ذات و صفات میں صحیح اعتقاد والا ہو، اس کی عبادت میں مختص ہو۔ کتاب اللہ کے لئے خیر خواہی یہ ہے کہ اس پر ایمان ہو اور جو حکام اس میں مذکور ہیں ان پر عمل ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خیر خواہی کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کی نبوت و رسالت اور ان تمام چیزوں میں جن کو لے کر آپ تشریف لائے تقدیق کرے اور جملہ امور میں آپ کی اطاعت کرے۔ حکام اور ائمہ مسلمین کے لئے خیر خواہی یہ ہے کہ حق بات میں ان کی اطاعت کرے۔ ان سے بغاوت نہ کرے۔ اور عام اہل اسلام کے حق میں خیر خواہی کے معنی یہ ہے کہ دینی و دینیوی مصالح کی طرف ان کی رہنمائی کرے ان کو کسی قسم کی اذیت نہ پہنچائے (کذافی المرقات ج ۹ ص ۲۲۲)

اجلاس کی کارروائی مکمل ہوئی۔ جس میں ناظم عمومی مرکزی رابطہ کا تفصیلی بیان اورے تجویزی کی منظوری متفقہ طور پر ہوئی۔ جبکہ صدر اجلاس کا خطبہ صدارت اہم مضامین پر مشتمل، عظیم الشان نصائح، قیمتی مواد اور ختم نبوت کے وقیع عنوان پر ہوا۔ موصوف ہی کی دعا پر نشست ثانی نماز عصر سے قبل اختتام پذیر ہوئی۔

اجلاس میں جمou کشمیر کے تمام اضلاع سے نمائندگان مندویں کی کثیر تعداد شریک ہوئی۔ تین سالہ وقفہ کے بعد اجلاس میں نئی تین سالہ ٹرم کے لئے مجلس عاملہ اور عہدہ داران کا تقرر بھی ہوا۔ اور عالمی وبا کرونا کے دوران وفات پائے ممبران کی جگہوں پر نئے ممبران کا انتخاب بھی عمل میں لا یا گیا۔

درجات ناظرہ اور حفظ کے لئے اردو کتب کے نصاب کی تعین

اجلاس میں ایک مسئلہ ناظرہ اور حفظ کے درجات میں دینی مسائل اور اردو کے لئے نصاب کی تعین کا مسئلہ زیر غور آتا تھا۔ اس سلسلے میں مجلس عاملہ نے مجلس تعلیمی کو خاکہ بنانے کی ہدایت دی تھی۔ مجلس تعلیمی نے اس سلسلے میں اپنے ماہرین اور اکابر سے تفصیل سے مذاکرہ کیا۔ اور مندرجہ ذیل ترتیب پر اپنی تھمتی روپورٹ پیش کی جس کو مجلس عاملہ نے منظور کر لیا۔ اور مجلس عمومی سے اس کو نافذ کرنے کی درخواست کی۔ تفصیل بذیل ہے:

درجہ ناظرہ (سال اول)

اردو قاعدہ (کوئی سا)، اس کے بعد دینی تعلیم کا رسالہ نمبر 1 مع تحریری مشق

درجہ ناظرہ (سال دوم)

دینی تعلیم کا رسالہ نمبر 2، اس کے بعد دینی تعلیم کا رسالہ نمبر 3 مع تحریری مشق

بذیل ہے:

بائڈی پورہ مضامقات: 40	گریزوں لیل: 11	رام بن: 16
بٹوت: 36	کشتوار: 59	کل میزان = 101

رابطہ مدارس کا اجلاس

تعلیمی سرگرمیوں کے سلسلے میں تین سال کے بعد مورخہ ۱۵/۱ ذی قعده ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۵/ جون ۲۰۲۲ء بروز بدھ کو رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند شاخ جمou کشمیر کی مجلس عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا، جورات دیر گئے تک جاری رہا۔ اگلے روز یعنی ۱۶ ذی قعده ۱۴۲۳ھ کو اس اجلاس کی دوسری نشست ۸ بجے شروع ہوئی۔ جو ضروری اور اہم فیصلوں کے ساتھ ساڑھے دس بجے دن تک مکمل ہوئی۔

اس کے بعد رابطہ مدارس کی تمام شاخوں کے نمائندوں پر مشتمل عمومی اجلاس مورخہ ۱۶ جون بروز جمعرات کو گیارہ بجے دارالعلوم ریحیمیہ کے "محبوب العالم ہاں"، واقع لاہوری کمپلیکس میں شروع ہوا۔ اجلاس کی شان مادر علمی دارالعلوم دیوبند سے تشریف لائے ہوئے دو معزز مہمان حضرات اول حضرت مولانا مفتی راشد صاحب عظیم استاذ حدیث و نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند اور مرکزی رابطہ کے ناظم عمومی حضرت شوکت علی صاحب قاسمی بستوی استاذ حدیث دارالعلوم دیوبند کی تشریف آوری سے دو بالا ہوئی۔

جمou کشمیر رابطہ کی شاخ کے صدر نے تجویز فرمایا کہ اس اجلاس کی صدارت گرامی قدر مہمان حضرت مولانا مفتی محمد راشد عظیمی مدظلہ صاحب نائب مہتمم دارالعلوم دیوبند کریں گے۔ چنانچہ ان کی صدارت میں دونوں نشتوں میں اس

تجویز: توہین رسالت اہل ایمان کے لئے ناقابل برداشت اور اعلیٰ انسانی اقدار کے خلاف ہے

حضرت رحمتِ عالم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم تمام اقوام عالم کے لئے رحمت اور امت مسلمہ کے ایمان کے لئے اوپر اساس ہے۔ اسی لئے کسی بھی مسلمان کے ایمانی جذبات کو سخت مجروح کرنے والا کوئی جرم توہین رسالت سے زیادہ غنیمہ نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مسلمان توہین رسالت کے اس غیر اخلاقی اور غیر انسانی جرم پر ایسا عمل سامنے لانے پر مجبور ہوتا ہے جو اس کی ایمان کا حقیقی تقاضا ہے۔ اس لئے عالمی سطح پر ہو یا مقامی سطح پر جب بھی کوئی فرد توہین رسالت کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے تو پوری مسلم قوم کی طرف سے ایسا شدید عمل سامنے آتا ہے جو ان کے ایمان، محبت رسول اور دینی حمیت وغیرت کا لازمی نتیجہ ہے۔ بلاشبہ یہ مجرمانہ رویہ اخلاق و شرافت کے بھی خلاف ہے اور انسانیت کے شریفانہ اقدار کے بھی خلاف ہے، اور اسی لئے اس کے سنگین نتائج جو بار بار سامنے آرہے ہیں ان کا آنا یقینی ہیں۔ اس کا بھی تقاضا بھی ہے کہ یہ سلسلہ ہمیشہ کے لئے بند ہو۔

یہ اجلاس مطالبہ کرتا ہے کہ اس سلسلے میں ضروری اور مکمل طور پر انسدادی قوانین کی تشكیل کی جائے۔ اس کو ناقابل معافی جرم قرار دیا جائے اور جو ذہنیت اس طرح کا جرم کرنے پر انسان کو ابھارتی ہے اس کی اصلاح کی جائے۔

اہل ایمان اس پوری صورت حال کو شدت سے محسوس کرنے کو اپنا ایمان فریضہ سمجھیں۔ اور حضرت رحمۃ للعلمین علیہ الصلوٰۃ السلام کے ساتھ اپنے ایمانی تعلق اور اطاعت و اتباع کو اپنا اولین فریضہ سمجھیں۔ اور اس مہذب طریقہ سے اپنا

درجہ حفظ (پہلا سال)

دینی تعلیم کا رسالہ نمبر 4، اس کے بعد دینی تعلیم کا رسالہ نمبر 5 مع تحریری مشق

درجہ (سال دوم)

دینی تعلیم کا رسالہ نمبر 6، اس کے بعد دینی تعلیم کا رسالہ نمبر 7 مع تحریری مشق

درجہ حفظ (تیسرا سال)

دینی تعلیم کا رسالہ 8، اس کے بعد دینی تعلیم کا رسالہ نمبر 9 مع تحریری مشق

درجہ حفظ کا آخری سال پٹمول (دور)

دینی تعلیم کا رسالہ نمبر 10

اس کے بعد حسب گنجائش دینی تعلیم کا رسالہ نمبر 11 و 12 مع تحریری مشق

اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی طے پایا کہ درجہ تجوید و قرأت میں اس بات کی کوشش کی جائے کی مسائل کے لئے تعلیم الاسلام کے مابقی حصہ اور سیرت رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کو مکمل کرالیا جائے۔ تاکہ اگر کوئی طالب علم اس کے بعد علمی سلسلہ جاری نہ رکھ سکے۔ بلکہ امامت وغیرہ کے لئے مشغول ہونا چاہیے تو اس کے پاس عقائد، مسائل اور سیرت پاک کے سلسلہ میں ضروری معلومات ہوں۔

اس نظام کی مجلس میں منظوری دی گئی، تاکہ رابطہ کے سالانہ امتحان میں یکساں پرچے بنائے جاسکیں۔

اس طرح سے یہ عظیم الشان اجلاس نئے عزائم اور ولوں کے ساتھ بخیر و خوبی اپنے اختتام کو پہوچا۔

اجلاس میں جو تجویز منظور ہوئیں ان کا مکمل متن ذیل ہے:

تجویز ۲: خاکہ نگاری میں حدود سے تجاوز اور اس سے اجتناب کی سخت ضرورت

مغربی ملکوں میں تو ہین رسالت پر مشتمل خاکہ نگاری تمام اہل ایمان کے لئے دخراش ہی نہیں بلکہ دلوں کو زخمی اور روحوں کو ہلاہان کرنے والی مجرمانہ حرکت ہے۔ مگر حد درجہ افسوسناک طرز عمل یہ بھی سامنے آیا کہ خود مسلمان شعوری یا غیر شعوری طور پر اپنے تعلیمی نصاب کی کتابوں میں خاکہ نگاری کے غیر شرعی عمل کے مرتكب ہو رہے ہیں۔ چنانچہ ماضی قریب میں یہاں کشمیر میں بھی ایسی نصابی کتابیں پائی گئیں جن میں سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی واقعہ کو کارٹون یا خاکوں میں دکھایا گیا۔ کشمیر میں کچھ سکولوں میں ایسی کتابیں نصاب میں شامل ہو گئیں اور کچھ بُلڈ پو میں ایسی کتاب دیکھی گئی جس کی بنا پر سکول ایسوی ایشن نے یقین دہانی کرائی کہ آئندہ ایسا نہ ہوگا۔ اگر کوئی مصنف، یا کتابوں کا ناشر یا کسی تعلیمی ادارے کے ذمہ دار یہ سمجھتے ہوں کہ اس خاکہ نگاری سے واقعہ سیرت سمجھنے میں آسانی ہوتی ہے۔ تو ان کو متنبہ کرنا ہمارا ایمانی فریضہ ہے کہ تعلیمی ضرورت کے لئے بھی یہ خاکہ نگاری کرنا اسلامی اصولوں کے سراسر منافی ہے۔ یہ سلسلہ اگر شروع ہوا تو اس میں بے شمار مفاسد کا دروازہ کھلانا یقینی ہے۔

سیرت رسول، سیرت صحابہ بلکہ تمام مقدس شخصیات کی خاکہ نگاری اور تصویر سازی ان کی مقدس ذاتوں کی عظمت اور احترام کو ختم کرنے کا غیر شرعی اقدام ہے۔ چاہے اس میں کسی کی نیت کتنی ہی اچھی کیوں نہ ہو، اس لئے تمام اہل قلم، تمام ناشر ان کتب اور سکولوں کی نصاب کمیٹیاں اس سلسلے میں حد درجہ مختار ہیں۔ کیونکہ یہ

دردغم اور ایمانی عمل کا اظہار کریں جو خود حضرت رحمتِ عالم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کے مطابق ہو۔

ہم علی الاعلان اپنے دینی بھائیوں سے یہ کہنا ضروری سمجھتے ہیں کہ وہ عمل میں حدود سے تجاوز نہ کریں۔ اسی طرح یہ واضح کرنا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ اصل مجرم وہ ہیں جو تو ہین کا جرم کر کے اس رِ عمل کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ اسلام میں حق و انصاف کی بات یہ ہے کہ جرم کی ابتداء کرنے والا اصل مجرم ہے۔

اسی طرح ہم اپنا ایمانی فریضہ سمجھتے ہیں کہ اقوام عالم کو بھی اور مقامی ذمہ دار ان کو بھی اس سنگین صورت حال کے دائیٰ تدارک کے لئے ہر ضروری قدم اٹھانے کی نہ صرف اپیل، بلکہ شدید مطالبہ کریں۔

اور اہل ایمان سے پُر زور مطالبہ ہے کہ اپنی ایمانی غیرت اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلامی جذبہ پر قائم بلکہ اس کو مزید محکم بنائیں اور اپنی نسلوں کو بھی اسی روشن پر قائم رہنے کی ہر ضروری تدبیر اختیار کریں۔ ذاتی طور پر درود شریف کی کثرت، ہر معاملے میں اتباع سنت کا اہتمام اس سلسلے میں کافی موثر ہے۔ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مجالس کثرت سے منعقد کی جائیں۔ سکولوں، کالجوں میں سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروگرام ہوں۔

حضرت رسول رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن اخلاق، حسن معاشرت اور انسانیت کے لئے ان کی محبت و شفقت کی تفصیلات اقوام عالم تک پہونچانے کا کام آج کے مزاج و معیار کے مطابق کریں۔

محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا اصل تقاضا اہل ایمان سے یہی ہے۔

اب جو لوگ یا جو ادارے یا جو ملک اس خاتونِ مسلم کو حجاب کرنے سے اور

اسی طرح مردوں کو ان کے اسلامی شعار داڑھی میں رکاوٹ ڈال رہے ہیں وہ اس دنیا کے پیدا کرنے والے سچے رب کا حکم پورا کرنے سے روک رہے ہیں۔

تعجب اور حیرت ہے کہ اس کے ساتھ ہی آزادی رائے کے دعوے اور نعرے بھی لگ رہے ہیں اگر کوئی خاتون ایسا لباس پہنے جس میں عریانیت اور برهمنہ پن ہو تو اس کی حوصلہ افزائی یہ کہہ کر کی جاتی ہے کہ یہ اس کا پرانیوٹ معاملہ ہے اور ہر ایک کو اپنا ڈریس کو ڈپسند کرنے کا حق اختیار ہے۔ اگر یہی حق ایک مسلمان عورت اختیار کرے تو اس وقت وہ نعرے نظر انداز کئے جاتے ہیں۔

حجاب عورت کی فطرت، اس کی حیاء، اس کی نسوانیت کا حقیقی تحفظ ہے۔ اور کسی کو حق نہیں ہے کہ وہ مسلمان خاتون کو اس کے مذہبی و فطری حق سے روکے۔

وادی کشمیر میں بعض سکولوں کے ذمہ داران کی طرف منسوب ایسے اقدامات کا سوچ میڈیا پر ذکر آیا جس میں ایسا قدم اٹھانے کا اعلان کیا گیا تھا کہ وہ مسلمان خواتین کے حجاب پر پابندی لگا رہے ہیں۔

ہم تمام ارباب مدارس جو اس خطہ میں دین اسلام کی حفاظت اور اس کی اشاعت کے ذمہ دار ہیں یہ بات پورے شعور اور جراءت کے ساتھ کہنا چاہتے ہیں کہ اسلام کے کسی بھی حکم پر عمل کرو کنے کا کوئی آڈر کسی مسلمان کے لئے ہرگز قابل قبول نہیں۔ اور تمام سکول کے ذمہ داران سے یہ کہنا ہمارا فریضہ ہے کہ وہ اس طرح کے غیر اسلامی، غیر جمہوری آڈر نافذ کرنے سے پرہیز کریں۔

مسلمانوں کے دینی زندگی جس میں عبادات کے ساتھ اخلاقیات و سماجی روابط کے احکام بھی ہیں اللہ کے حکم کے مطابق ادا کرنا مسلمان کا حق ہے اور خود

نہایت ہی حساس معاملہ ہے۔

یہ عظیم اجلاس تمام تعلیمی اداروں اور ان سے وابستہ افراد اور فورموں سے یہ مطالuba کرتا ہے اور مسلمان ہونے کی حیثیت سے تنبیہ کرنا اپنا فرض سمجھتا ہے کہ تمام مقدس شخصیات حضرات انبیاء کرام علیہم السلام، حضرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم، حضرات صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، حضرات اولیاء فقہاء و محدثین رحمہم اللہ کے کسی بھی واقعہ کو بیان کرنا ہوتا الفاظ و عبارت پر اکتفا کریں۔ کسی بھی قسم کی تصویر سازی خاکہ نگاری یا کاروں بنانا یا ڈراموں میں کردار ادا کرنا اس سے مکمل پرہیز کریں۔ اور اس طرح کی تمام کتابوں کو ضبط کریں۔ اور ایسی تمام سرگرمیاں جو اسلام کے متوارث مزاج کے خلاف ہوں ان سے سختی سے پرہیز کریں۔

سکولوں کے فورم کے ذمہ دار بحیثیت مسلمان اس کے ذمہ دار ہیں کہ وہ اس حساس معاملے پر نظر بہت گہری رکھیں۔

تجویز ۳: اسلامی شخص اور اس پر عمل پیرا ہونے میں رکاوٹیں ڈالنے پر تشویش

انسان کے پیدا کرنے والے خالق و مالک نے انسانوں میں ایک کو مرد بنایا اور دوسرے خاتون۔ انسانی زندگی ان دونوں کے آپس کے میل ملاپ اور تعاون اور محبت اور حقوق کی ادائیگی کے ساتھ چلتی ہے۔

اس پیدا کرنے والے رب نے مسلمان خاتون کو حکم دیا کہ وہ حجاب کی سختی سے پابندی کرے۔ جس طرح سے مرد کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ اسلامی وضع قطع کی پابندی کرے اور ان کے لئے بھی ستر عورت کے حدود بیان کئے گئے ہیں۔

طرح کا تعاون دے، چاے جگہ مہیا کرے، گاڑی کی پیشکش کرے۔، مالی مدد کرے، یا شرکت کرے، اس کو اس سے توبہ کرنا اور آئندہ اس سے اجتناب کرنا لازم ہوگا۔ اس لئے کہ ختم نبوت پر ایمان ایک حساس معاملہ ہے اسی طرح جو مسلمان مرزا یوں کے اداروں سے کوئی بھی فائدہ اٹھانے کی غلطی کرتے ہیں۔ اور وہ اس میں کوئی حرج محسوس نہیں کرتے۔ اس پر بھی توبہ کرنی چاہیے۔

ختم نبوت کے عقیدہ کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ ایسے مسلمان سوچیں کہ وہ قیامت کے دن حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس فائدہ اٹھانے کا کیا جواز پیش کریں گے۔

یہ اجلاس تمام مسلمانوں سے اپیل کرتا ہے کہ ختم نبوت کے عقیدے کی اہمیت اور جھوٹے مکار کے دجل و فریب اور ان کے ماننے والوں کے دھوکوں اور چالوں سے اپنے آپ کو بچانے کی فکر کریں۔ ختم نبوت کی حقیقت، نبوت کے جھوٹے دعویداروں خصوصاً مرزا یوں اور مسیح یا مہدی کے دعویداروں، چاہے وہ زندہ ہوں جیسے شکلیت یا مرچکے ہوں مثلاً مرزا قادیانی اور گوہرشاہی۔ ان مرتدین کے احوال سے باخبر رہیں اور نئی نسل کو بھی باخبر کریں۔

تجویز نمبر ۵: اصلاح معاشرہ اور قرب قیامت کے فتنوں سے بچنے کی تلقین

معاشرتی خرابیوں کا سلسلہ روز افزول ہے۔ یہ حقیقت ہر ب بصیرت شخص کے سامنے واضح ہے۔ مگر اس پر مزید الیہ یہ ہے کہ معاشرتی اصلاح کی کہیں سے کوئی

مسلمانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ شرعی حدود کی پابندی کریں اور دین کے احکام جو اخلاق و معاشرت سے متعلق ہیں ان کی مکمل پاسداری کریں۔

تجویز نمبر ۶: ختم نبوت کی اہمیت اور مرزا یوں کی سرگرمیوں پر اظہار تشویش

اہل کشمیر جو اس وقت طرح طرح کی پریشانیوں میں بیتلاء ہیں اس صورت حال میں مرزا یی جو با تقاضہ امت مسلمہ اسلام سے خارج ہیں، سکولوں، ہو ٹلوں اور دیگر مقامات پر اپنی مختلف نوع کی سرگرمیاں انجام دے رہے ہیں جس سے وہ یہ باور کرانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ وہ بھی مسلمان ہیں اور دائرہ اسلام میں شامل ہیں۔ چنانچہ مرزا یوں کی سرگرمیوں کی اطلاعات مسلسل ملتی رہتی ہیں کہ مرزا یی کہیں عید ملن، کہیں پیغامِ امن، کہیں تدریس اردو، کہیں کسی اور عنوان سے اپنے پروگرام کرتے ہیں اور اس میں بہت سارے مسلمانوں کو شریک ہونے کی دعوت دیتے ہیں اور ناقفیت کی بنا پر بہت سے مسلمان اس میں شریک ہو جاتے ہیں۔ جب کہ در پردہ ان کا مقصد اپنے آپ کو مسلمان باور کرنا ہوتا ہے۔

آج کا یہ اجلاس اس اعلان کے ذریعہ اس بات کا اعادہ کر کے تمام مسلمانوں کو باخبر کرتا ہے کہ مرزا یی مرتد اور کافر ہیں، ختم نبوت کے قطعی عقیدہ کے بعد مرزا قادیانی کا نبوت کا دعویٰ، یا مسیح ہونے کا دعویٰ سراسر کفر ہے اور اس کے ماننے والے کافر دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

اس لئے مسلمانوں کا ایسے کسی پروگرام میں شرکت کرنا ان کے ایمان کے لئے خطہ ہے۔ اور مرزا یوں کے اس طرح کے پروگرام کے لئے جو مسلمان کسی بھی

نقسان کا خطرہ ہے۔
یا پہنچ فریضہ کی ادائیگی بھی ہے اور رابطہ مدارس کے اہداف میں سے ایک
اہم ہدف بھی ہے۔

تجویز نمبر ۶: مدارس میں معیاری تعلیم و تربیت اور نظم و ضبط،

صفائی سترہائی و شفاف حسابات پر توجہ دینے کی ضرورت

مدارس اسلامیہ کا ہدف مسلمان نئی نسل کو دین پر باقی رکھنا اور اسلام کو آج
کے عہد میں جیسے رجال کار کی ضرورت ہے اس ضرورت کو پورا کرنے کے لئے
رجال سازی کرنا ہے۔

اور یہ سب طلبہ کی تعلیم و تربیت پر ہی موقوف ہے۔ اس لئے جہاں یہ
ضروری ہے کہ مدارس میں تعلیم پانے والی نئی نسل زیور علم سے آراستہ اور علم میں
رسوخ سے مزین ہوں وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ وہ دینی مزاج، ملی غیرت، اسلامی
حیثیت سے بھی بہرہ دو رہوں اور یہ تربیت کے بغیر ممکن نہیں۔

اس لئے مدارس کے فن تظہیں کو اس پر خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے کہ
مدارس میں تعلیم پانے والے افراد اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل بھی ہوں اور اخلاقی و
روحانی اعتبار سے بھی صفات حسنے سے آراستہ ہوں۔

آج کی نوجوان نسل میں عموماً جو خرابیاں اور مفاسد پائے جاتے ہیں ان
سے مدارس کے طلبہ کو محفوظ رکھنے کے لئے خصوصی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔
خصوصاً موبائل کے غلط استعمال سے اجتناب از حد اہم معاملہ ہے۔ فیس بک، غلط
ویب سائٹس سے دور رہنا از حد لازم ہے غیر ضروری اور غیر مفید مشاغل میں وقت

کوشش نہیں ہو رہی ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان خرابیوں کو مزید پھیلانے کے
اسباب کی فراوانی بڑھتی جا رہی ہے۔ ان خرابیوں میں الحادی افکار، عقائد کا بگاڑ،
نوجوان نسل کا نشیات، فیشن پرستی، غلط روابط، سیل فون کا مضردین اس تعامل میں ابتلاء
عام ہو رہا ہے۔

اس صورت حال کا تقاضا ہے کہ اہل مدارس اصلاح معاشرہ کا کام فکرمندی
اور منصوبہ بنندی سے کریں۔ اور اس میں خاص کروہ نوجوان نسل جو مدارس، دعوت
اور دینی اداروں سے دور ہیں ان کو مخاطب بنانے کی تدبیر اختیار کی جائیں۔

پھر ان میں نرمی، حکمت، دلسوzi شفقت کے ساتھ اپنی دینی اخلاقی اور
معاشرتی اصلاح کی فکر بیدار کرنے کی کوشش کی جائے۔ ایسا لڑپر جو اصلاح معاشرہ
کے ہر ہر معاملہ سے متعلق ہو شائع کیا جائے۔ جلسوں میں معاشرتی خرابیوں کے
الگ عنوان قائم کر کے ان پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے ان کی مضرتیں اور
مفاسد واضح کئے جائیں ممکن ہو تو اصلاح معاشرہ کمیٹیاں قائم کی جائیں جن میں کام
تو ان نوجوانوں سے ہی کرایا جائے جو معاشرتی خرابیوں میں بنتلا افراد سے قریب
ہوں، مگر نگرانی اپنی ہو۔

اور افراط و تفریط سے بچاتے ہوئے کام کرایا جائے۔ اس کے لئے بھی
کوشش کی جائے کہ عصری تعلیمی اداروں خصوصاً مسلمان پرائیوٹ سکولوں میں جا کر
اصلاح کی سعی کی جائے۔

اس میں ایمانیات، عقائد، اخلاقیات کو موضوع بنایا جائے مگر عقائد میں
مسلمکی اختلافات کا کوئی عنوان ہرگز نہ اٹھایا جائے۔ اس سے فائدے کے بجائے

اس کے بعد دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم حضرت مولانا مفتی محمد راشد عظیمی اور حضرت مولانا شوکت علی صاحب قاسمی بستوی ناظم عمومی رابطہ مدارس اسلامیہ عربیہ دارالعلوم دیوبند کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ فجزاً هما اللہ عننا خیر الجزاء

اس کے بعد آج کے اجلاس میں شریک ہونے والے جموں کشمیر کے ہر ہر خطے کے مدارس کے ذمہ داران یا نمائندگان جو آج کے اجلاس میں شریک ہوئے، ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی آمد کو مدارس کے تحفظ و ترقی، افادیت و افاضہ کا ذریعہ بنائے۔ اس کے بعد ان تمام افراد کے لئے ہم سب دست بدعا ہیں جو اس اجلاس کے منعقد کرنے میں کسی طرح بھی معاون بنے۔ اللہ تعالیٰ ان کی خدمت کو قبول فرمائے اور یہ ان کے لئے ذریعہ نجات، مقبولیت، آخرت کا ذخیرہ اور دنیا میں دین والی حق کے ساتھ مر بوطر ہنے کا سبب بنے۔ آمین

دارالعلوم رحیمیہ کے شعبہ افتاء و دورہ حدیث سے فارغ ہونے والے ابناءِ قدیم کی خصوصی مجلس

مورخہ ۱۶ اذی قعده ۱۴۲۳ھ جمعرات کو طے شدہ پروگرام کے مطابق ایک خصوصی مجلس منعقد ہوئی۔ جس میں ادارے کے کئی سو فضلاء و فارغین افتاء نے شرکت کی سعادت حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ اس مجلس میں ان ابناءِ قدیم کو فتاویٰ دارالعلوم رحیمیہ کی شائع شدہ تازہ جلد بطور تخفہ پیش کی گئی۔ مادر علمی دارالعلوم دیوبند کے نائب مہتمم حضرت مولانا راشد صاحب مدظلہ نے اس موقع پر خصوصی نصائح سے حاضرین کو سرفراز فرمایا۔ اور اپنی دعاؤں سے بھی نوازا۔

برباد کرنا آج کی بہت بڑی خرابی ہے۔ مدارس کے نوجوان اساتذہ و کارکنان کو بھی خطرہ ہے کہ وہ اس میں بنتلا ہو جائیں۔ اور اگر ایسا ہوا تو یقیناً ایسے معلمین سے میتھلے علم مل سکتا ہے نہ تربیت ہو سکتی ہے۔ لہذا تعلیم کے لئے مقررہ نصاب کی پابندی بھی ضروری ہے اور قابلیت پیدا کرنے کے لئے انھکے محنت بھی ضروری ہے۔ مدارس اسلامیہ سے فارغ ہو کر نکلنے والے دین کے تمام اہم کام کرنے کی صلاحیت سے آراستہ ہوں۔ امامت کرنا، خطابت کرنا، نکاح پڑھنا، وعظ کہنا، مکتب پڑھانا، جنازہ پڑھنا، تدریس و تعلیم کا فریضہ انجام دینا، مسائل بتانا، کسی بھی باطل پر نظر رکھنا اور اس کا مدل طور پر رد کرنا وغیرہ تمام شعبوں میں دین کا کام کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ تعلیم کے بنیادی اہداف ہیں۔ اس کے ساتھ وہ خود علمی و اخلاقی طور پر وہ معاشرہ کے ممتاز افراد میں سے بھی ہو۔

یہ اجلاس مدارس کے ذمہ داران سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ تعلیم و تربیت کو اس وسیع تناظر میں دیکھ کر اس کو مستحکم وسیع اور پختہ بنائیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مدرسہ میں صفائی سترائی کے نظام اور حسابات اور مالیات کی ترتیب کو مستحکم اور صاف شفاف رکھیں۔

تجویز نمبر ۷: بابت شکریہ

آج مورخہ ۱۶ اذی قعده ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۶ جون ۲۰۲۲ء بروز جمعرات دارالعلوم رحیمیہ باغڈی پورہ میں منعقد ہونے والے رابطہ مدارس اسلامیہ جموں کشمیر کے اجلاس عام پر سب سے پہلے اللہ جل شانہ کی بارگاہ عالیٰ میں شکر ادا کرتے ہیں۔
الحمد لله حمداً كثيراً كثيراً